قُربِ التوحید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے (اس رسالہ کی) ابتدا ہے جو بہت رحم والا مہربان ہے سب تعریفیں اللہ تعالےٰ کی ذات کے لئے ہیں جو حی و قیوم لایزل لایزال ہے جو زمین و آسمان کا نور ہے۔ اور بے حد و بے شمار درود حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے توحید کے سرِ اسرار کھول دیئے اور اولیاء اللہ کو بحرِ توحید کا غواص بنا دیا۔ آپؐ کے اہلِ بیت صحابہ اور آپؐ کے غلاموں پر بھی درود و سلام اور اللہ تعالےٰ کی برکتیں نازل ہوں۔ اس تصنیف بے تالیف کے مصنف باھُو قدس سرّہٗ ولد حضرت بازید رحؒ ساکن قلعہ شور کوٹ نے اس رسالہ کا نام قرب التوحید رکھا اور اسے قلب محمود کے حصول کا وسیلہ قرار دیا۔ کامل مرشد کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ طالب اللہ کے وجود کی زکوٰۃ ادا کر کے (دل سے پاکیزہ بنا دے) قلب محمود کی زندگی (دائمی حیات) بخش کر اس کے مقصود تک پہنچا دے۔ تصورِ اسم اللہ ذات سے (اس کا قلب) زندہ کر دے تاکہ اسے دُنیا و آخرت میں نجات حاصل ہو جائے۔

حاضراتِ اسم اللہ ذات

اسم اللہ ذات کے حاضرات تصرفات سے

حیات و نجات سکے یہ مراتب اور دس خزانے طالب اللہ پر کھول کر مشروحاً ملاسے دکھا دے۔ تاکہ طالب اللہ کا دل دنیا و عقبیٰ کے جمیع حادثات سے سرد ہو جاتے اور وہ مرد بن کر دنیا و آخرت کی طرف ایک نظر بھی التفات نہ کرے۔ کامل مُرشد کہلانے کی شرط یہ ہے کہ وہ پہلے طالب اللہ کو یہ دس خزانے عطا کر کے (بعد ازاں) تلقین (ذکر و فکر مُرشد ہدایت) کرے تاکہ طالب (راہِ سلوک میں) پریشان اور بے جمعیت نہ ہو جائے۔ اول گنج کیمیا (ہنر) کی ترتیب ہے۔ جس کی ستر راہیں طریق تحقیق سے کامل پر (کشادہ) ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک راہ میں سے ستر ہزار راستے اس کے گواہ ہیں۔ ان میں سے ہر راہ (طالب مولیٰ) پر کھل جاتی ہے۔ اس کے ہاتھ آتی اور اس کی طرف رُخ کر لیتی ہے اور بے محنت و بے رنج طرفۃ العین یہ نعمت گنج حاضرات اسم اللہ ذات سے روشن ضمیر صاحب نظر پر عیاں ہو جاتی ہے اور وہ کیمیا (ہنر) کی ہر ترتیب کو توفیق باطنی سے بیان کر دیتا ہے۔

یہ مراتب بھی (طالب اللہ) کے ابتدائی مراتب اس کی نظر میں یہ بھی آسانی ہو جاتی ہے کہ وہ پہاڑوں اور پتھروں کے درمیان سنگ پارس دیکھ لیتا ہے کہ وہ بے شمار بکھرے پڑے ہیں۔

یہ مراتب بھی آسان ہیں (طالب اللہ) زیر زمین اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے جو کہ بیشمار ہیں دیکھنے لگتا ہے۔ فقراء کی نظر میں یہ مراتب بھی کمینہ تر اور آسان ہیں۔ (حتیٰ کہ) کل و جز مخلوقات اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ جن و انس فرشتے اس کے غلام اور فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ فقراء کی نظر میں یہ مراتب بھی کمینہ تر اور آسان ہیں۔

(۱) دوام مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری اور

(۲) دوام باستغراق مع اللہ پروردگار

حاصل کرنا مشکل اور بہت دشوار ہے۔

کامل مُرشد وہی ہے کہ یہ دونوں انتہائی (مراتب) پہلے ہی روز طالب اللہ کو تلقین کے شروع میں عطا کر دے۔ تاکہ طالب اللہ لایحتاج ہو جائے اور کوئی شے ظاہر و باطن میں سے مخفی و پوشیدہ نہ رکھے۔ مرشد اور طالب ہونا آسان کام نہیں ہے۔ مُرشدی اور طالبی میں سِرّ اسرار عظمت عظیم معرفت توحید پروردگار کے علم کی تعلیم تلقین کی جاتی ہے۔ اے غافل کور چشم بے نظارہ سنو اکہ مردوں کی راہ یہی ہے۔ اور وہ دس خزانے جن کا ہم نے شمار کیا ہے اس میں ہر ایک (خزانہ) میں ایک ہزار خزانے (پوشیدہ ہیں) جو صاحب راز کو اس کا نصیب عطا کر دیتے ہیں۔ یہی ثواب کی راہ ہے اور احمق کم حوصلہ (طالب) کو اس کا معلوم کرنا صد گناہ ہے۔ اس راہ میں حاضرات اسم اللہ ذات سے کلید توحید ہاتھ آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان خزانوں سے ناقص بے خبر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اہلِ تقلید ہیں۔ اہلِ توحید (صاحب) کلید اور اہل تقلید کی مجلس دُرست نہیں ہوتی۔ کلید (توحید) مجموعہ جمعیت ہے اور تقلید بے جمعیتی اور پریشانی کا ہے۔ بلکہ وہ جاہل اور حیوانوں سے بھی بد تر ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لافرق بین الحیوان والانسان الا با لعلم۔ حیوان اور انسان میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے علم کے۔ اور یہ علم معرفت ہے جس سے قرب اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

پیر (چند اقسام) کے ہیں

(۱) پیر عام (۲) پیر خاص (۳) پیر خاص الخاص (۴) پیر اخص حبیب پیر منتہی اخص ہو (اسی کے متعلق کہا گیا ہے)۔ مرید کا اعتقاد ہی کافی ہے۔ عارف باللہ کا یقین ہی (مقام) ھو اللہ ہے۔

علم تکثیر۔ علم اکسیر۔ علم تصور اسم اللہ عین العلم علم الٰہی اوّل طالب (اللہ) فقیر یہ

فرض عین ہے کہ وہ علم تکثیر کو عمل میں لائے ۔ (دعوت القبور) اور علم تکثیر کی قوت سے عمل اکسیر (کیمیا ہنر) کو عمل میں لائے۔ علم تکثیر اور علم اکسیر کی قوت سے علم تصور اسم اللہ ذات اور علم رو تصور اپنے عمل میں لائے۔ اور علم تصور اسم اللہ ذات سے عین العلم علوم الٰہی اپنے عمل میں لائے جو کوئی ابتداء میں ہی ان چہار علوم کو اپنے عمل میں نہیں لاتا وہ عامل کامل نہیں ہوتا اور ہرگز فقر کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔

کیمیاء بھی تین ہیں ۔

(۱) کیمیا سیم و زر (۲) کیمیا تاثیر نظر (۳) کیمیا امر واللہ غالب علیٰ امرہٖ

ابیات

ہجری بارہ سو سے کم تین سال	(قرب دیدار) تصنیف ہوئی فی الحال
مطالعہ کرنے والا راز پائے	توحید (معرفت) اور نکتہ پائے
ہو جائے وہ عارف (عالم الٰہی	زبان اس کی سیف ہو ازلی سیاہی
زندہ دل کبھی خواب میں نہ آئے	فنافی اللہ اگر ہو جائے کبھی نہ مرنے پائے

مشق وجودیہ

اسم اللہ کی مشق وجودیہ غیر ماسویٰ اللہ سے نجات بخش دیتی ہے۔ اور یہ (بات) خالق (کائنات) کے نزدیک تو پسندیدہ ہے۔ (جبکہ) مخلوق کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

بیت

جس کو پسند کرے خالق پاک	مخلوق پسند کرے نہ کرے اسکو کیا باک

قولہٗ تعالیٰ[1] ۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ

[1] آل عمران ۳۔۱۸

شرحِ مشق

جان لو کہ مشق (وجودیہ) اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنیاد ہے۔ مشق (وجودیہ) معرفت اِلَّا اللّٰہ (کی تقلید) مشق (وجودیہ) عام معراج ہے جس سے مشرف دیدار (الٰہی) اور حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتی ہے۔ یہ مومن کے مراتبِ معراج ہیں۔

صاحبِ مشق (وجودیہ)

دنیا و آخرت میں لایحتاج ہوتا ہے۔ صاحب مشق (وجودیہ) اولیاء اللہ پر (غالب) اور ان کا سرتاج ہوتا ہے۔ صاحب مشق (وجودیہ) ہمیشہ مشاہدہ الوہیت ذات لازوال میں غرق رہتا ہے۔ مشق وجودیہ کے شروع میں (مراتب) (قرب) اللہ مل جاتے ہیں۔ مشق کرنے والا مقرب رحمانی۔ قدرت نور سبحانی تابعدار روح جسمانی۔ قلب زندہ اور نفس فانی ہو جاتا ہے۔ صاحب مشق (وجودیہ) دوام نقر حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے لامکان میں عین العیانی کی راہ (کھل) جاتی ہے۔ اس راہ کے چند مراتب گواہ ہیں۔ کہ وہ (عالم) روحانیت کی ارواح پر غالب ہوتا ہے صاحب مشق (وجودیہ) ہزاروں سال کی راہ آنکھ جھپکنے میں طے کر لیتا ہے۔ جس کسی کو مشق کی راہ معلوم نہیں وہ فقر اور معرفت سے (بھی) آگاہ نہیں۔

ابیات

جس کو حاصل ہے راہ مشق راز	عارف باللہ ہوا حق بے نیاز
صاحب مشق جو بھی ہوا غرق وجود	ہر دم ہے قتل کرتا ہے وہ نفس یہود

مشق (وجودیہ کا سلوک) طریقیت الحق ہے۔ کیونکہ تصور اسم اللہ ذات برحق ہے۔ جو کوئی قادری طریقہ کی مشق (وجودیہ) نہیں جانتا۔ وہ معشوقی (محبوبی) کی راہ کہاں سے لائے گا؟ مشق (وجودیہ جسم پر) اس طرح عمل کرتی ہے۔

جس طرح سیاہی کاغذ پر۔

قادری طریقہ دو قسم کا ہے۔

(۱) کامل کمل نور الہدیٰ۔ عارف باخدا۔ نفس پر قہر کرنے والا۔ (۲) صاحب نفس مطمئنہ روحانی زندہ قلب نفس فانی کو سروری قادری کہتے ہیں۔

(دوسرا) زاہدی قادری (طریقہ ہے جس میں زہد و ریاضت کی جاتی) ہے جب ان دونوں کا مجموعہ ایک ہو جاتا ہے اس کو جامع جمعیت جوہر قادری کہتے ہیں۔ جو محض مطلق مشق وجودیہ) کتب مرقوم ہے۔

قطعہ

ہر سخن سر ہے حاصل از خدا	ہر سخن سِر ہے حاصل از محمد مصطفیٰ ؐ
ہر سخن ہے کھولتا ہے اسرار راہ	ہر سخن کر دے تجھے با حق آگاہ
جو پڑھے ہو جائے عالم و عامل	جو اسکو جان لے ہو جائے عامل کامل

دعوت القبور

چاہیئے کہ رات کے وقت کسی ولی اللہ جو تیغ برہنہ کی مانند ہو کی قبر پر جاتے اور اس پر (حسب ترتیب علم دعوت) گھوڑے کی مانند سواری کرے اور قرآن مجید میں سے جو کچھ یاد ہو (سورۃ مزمل، سورۃ ملک، سورۃ یاسین) پڑھے۔ اگر کوئی کہے کہ بزرگوں کی قبر کا ادب کرنا لازم و ضروری ہے تو اسے کہو کہ ادب قبر یا اداب روحانی بہتر ہے یا تلاوت قرآن۔ جو طریقہ بھی جانتا ہو قبر پر سواری کرے اور (قرآن مجید) پڑھے جس سے روحانی صاحب قبر کو عزت و عظمت حاصل ہوتی ہے۔ (قرآن مجید کی برکت) سے اُسے شرف و مراتب نصیب ہوتے ہیں جس پر وہ فخر کرتا ہے۔ اس قسم کی دعوت عامل کامل مکمل اکمل جامع نور الہدیٰ عارف خدا قادری جو قوت العلوم سے مقام

حی و قیوم حاصل کر چکا ہو (ہی پڑھ سکتا ہے)

ایسی دعوت ہر مشکل کو حل کر دیتی ہے۔ اگر (خام یہ دعوت پڑھے گا اسے کچھ حاصل نہ ہوگا) اور اگر ناقص ایسی دعوت پڑھے گا رجعت خوردہ ہو کر خراب و خستہ ہو جائے گا۔

ابیات

روحانی قبر سے نکل کر ہو جاتے ہم سخن	یہ مراتب عارفوں کے از کنہ کن
ان کا سخن دلیل سے وہم سے یا از خیال	یا کریں الہام یا قربش وصال
یا وہ آگاہ ہو جائے با نگاہ	یا عین العیان ہوں جائے از قرب الٰہ
یہ مراتب اہل دعوت دم بدم	انتہائے اہل دعوت کو نہ غم
دم میں ہو یہ ورد غیب ترا!	دعوت ایسی پڑھتا ہے صاحب نظر
جب تک نہ ایسا ورد ہو (دم سے) رواں	دعوت پڑھنے سے تجھے فائدہ کہاں
ورد غیبی کیا ہے؟ اسکا کیا ہے نام	مصطفیٰ ؐ سے حاصل ہو غیبی مقام
اسم اعظم فرمایا مصطفیٰ نے از کرم	جس نے اعظم دعوت پڑھی اس پر ختم

عامل کامل کل الکلید فقیر نور الہدیٰ سر فدا کرنے والے فقیر ہی اس دعوت کو پڑھنے کے لائق ہوتا ہے۔ فقیر جو دعوت (اسم) فقر پڑھتا ہے۔ اس سے "ف" کے دو گواہ طلب کرنا چاہیئے۔ فقر کی خاص راہ کا اول گواہ "ف" سے فقر فنائے نفس۔ فرق از فتنہ فساد فضیحت دنیا و شیطان سے ہے۔

دوم گواہ "ف" سے فقر فرحت روح فضل اللہ فیض بر حق نظر۔ باطل سے بے خبر ہوتا ہے۔

جو کوئی دعوت کا دعویٰ کرتا ہے اس سے دو "عین" طلب کر ایک "عین" عابد عارف باللہ کا۔

دوم "عین" عین بعین عاقبت بالخیر ہو۔ عرش کرسی کی سے بالاتر اور تحت الثریٰ
تک چنانچہ طبقات از ماہ تا ماہی قدرت الٰہی کی زیر زبر سے باخبر اور اس کے
مدنظر ہو۔ ایسا صاحب دعوت ہی عامل کامل ولی اللہ۔ اہل اللہ غالب
بر ظل اللہ اولی الامر ہوتا ہے۔

بیت

باھُو فقر دعوت کو پہچانتا ہے بانظر — گرچہ وہ پہنے لباس اطلس و زر
باھُو کاملوں کو پہچانتا ہے بانظر — گرچہ پہنے ہر لباس وہ فقر

مراتب عیان

دعوت کے مراتب عیان کے ہیں۔ اگر یہ عمل میں آبھی جائیں تو بھی (صاحب
دعوت) عیان کے مراتب سے بے خبر رہتا ہے۔ (مراتب) عیان کے سات
طریق ہیں جس میں ہر یک عیان میں ستر ہزار عیان باتوفیق تحقیق سے حاصل
ہوتے ہیں۔ چنانچہ عیان سے جملہ علم ارادات مجموعہ عیان۔ نور ذاتی۔ مراتب معرفت
توحید صاحب مشق (وجودیہ) کو عیان طور پر کھل جاتے ہیں۔ اور یہ مراتب عیان)
ذکر فکر ورد وظائف سے ہاتھ نہیں آتے۔ عیان۔ مع اللہ یکتا یک وجود
ہونے کو کہتے ہیں جس سے وہ ہمیشہ رکوع، سجود سجدہ میں (مشغول) اور (نور)
فی اللہ معبود میں دوام غرق رہتا ہے۔

طالب اللہ جب مشق تصور اسم اللہ ذات وجود میں رقم کرتا ہے اور
توجہ تصرف سے باطنی تفکر اختیار کرتا ہے۔ اور مراقبہ میں جاتا ہے گویا کہ مر

گیا ہے۔ جان کندن قبر کی منزلیں اور کا حساب کتاب یوم النشور حشر نشر ہر ایک منزل کو دیکھ لیتا
ہے پل صراط سے گذر کر بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ حور و قصور پر نظر نہیں ڈالتا اور
حضور پاک محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مجلس میں داخل ہو جاتا ہے اور دیدار پروردگار سے
مشرف ہو جاتا ہے۔ پھر خواب مراقبہ سے آنکھیں کھولتا ہے۔ وجود میں پاکیزگی پیدا
ہو جاتی ہے۔ اور ظاہری وجود ہر وقت، ہر لحظہ، ہر ساعت، ہر دم استغفار کرتا رہتا
ہے اور وجود میں مشق اسم اللہ ذات سے منتہی سکر پیدا ہو جاتا ہے۔ جب ایسا
شخص (خواب و مراقبہ) میں ہوتا ہے تو مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
داخل ہو کر مجلس کی برکت سے دیدار رب العالمین سے مشرف ہو جاتا ہے۔ ان
مراتب کا کیا نام ہے کہ جس کے شروع میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مجلس اور انتہا میں لقاء (رب العالمین) سے مشرف ہو جاتا ہے۔

مراتب منصب

جان لو کہ دنیا میں مراتب منصب چار ہیں۔

ایک منصب بادشاہ کا

دوم منصب تحصیل علم کا (جیسے) عالم فاضل، قاضی، متقی

سیوم منصب حافظ حفظ قرآن کا

چہارم منصب فقر فنائے نفس اللہ بس کا۔

(آخری) تینوں مراتب منصب فقر کامل کے ہیں۔ الفقر لایحتاج الا الی اللہ
فقیر کسی کا محتاج نہیں سوائے اللہ کے۔

نیز دنیا کے دوسرے چار منصب مراتب بھی ہیں۔

(۱) منصب علم تکسیر عالم تکسیر

(۲) منصب علم اکسیر عالم اکسیر

(۳) منصب علم ذکر فکر عالم ذکر فکر روشن ضمیر

(۴) منصب علم معرفت

منصب امیر فنا فی اللہ بقا باللہ جو ایک ہی نظر سے مردہ دل کو زندہ کر دیتا ہے جو ایک نظر سے زندہ قلب کو مردہ کر دیتا ہے۔

فقر تمام میں مطلق صرف لزگ۔ شرف حضور بمشاہدہ ذات بفیض فضل رحمت عطا بمد نظر اللہ منظور یکتا طریق تحقیق اور قوت تصور مشق اسم اللہ ذات کو توفیق سے (نصیب) ہو جاتا ہے۔ اس طرح خواب مراقبہ سے باطن نہیں چشم روح مقدس سے دیدار پروردگار کیا جاتا ہے نہ کہ یہ بات نفس و ہوا سے حاصل ہوتی ہے ہر ایک بے باطن پریشان اور بے معرفت حیوان ثانی شیطان ہوتا ہے۔ کیونکہ اس طریق (تحقیق) کے مراتب نص و حدیث کے موافق ہیں۔ جس کسی کو یقین نہ آئے وہ خبیث ابلیس ہے

قولہ تعالیٰ: وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔ جو اس (جہان) میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ [1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ مرنے سے پہلے ہی (مراتب موت) طے کرلو۔ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ اِلَى الدَّارِ۔ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ (دار فنا سے دار البقاء) میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

مراتب باطن

باطن کے سات مراتب ہیں:۔

اول آگاہ

[1] بنی اسرائیل ۱۵-۷۲

دوم عین العیان نگاہ

سیوم الہام

چہارم حضور خواب میں باشعور "نیام عینی و نیام قلبی" میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

پنجم مراقبہ حضوری جو خواب سے غالب تر ہے۔

ششم عیان جس میں ناسوت نفس جسم جاں سے گذر جاتے ہیں۔

ہفتم نفس پر امیر۔ بانظر نظیر فقر باللہ

یہ عطا بھی مرشد کامل سے ہوتی ہے۔ جو کلید الکل جامع الجمعیت ہوتا ہے ورد وظائف تلاوت (قرآن) اشتیاق کے مراتب ہیں۔ ذکر فکر شوق کے مراتب ہیں حضور ذات کے مراتب نور شفا ہے۔ جس سے مشرف بقا ہوتے ہیں۔ زندہ قلب توحید میں دوام بقا حاصل کر لیتا ہے۔

شرح دیدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بعض عارف فقیر ہمیشہ مدنظر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر منظور ہوتے ہیں۔ جو باطنی لطیف روحانی جثہ شریف سے حضوری ہوتے ہیں اور (روحانی) جثہ والے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کو نہیں دیکھتے وہ دنیا میں (اپنے) مراتب اور باطنی حضوری کو ظاہر میں نہیں جانتے یہ معشوقی محبوبی مراتب ہوتے ہیں جو تصور اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ مرقوم سے حاصل ہوتے ہیں۔

دوم یہ کہ بعض فقیر صاحب تصور فہمامات سے حسب جسد قلب قالب کو طے کر لیتے ہیں جان لو کہ وہ ہمیشہ صورت مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو دیکھتے ہیں۔ اور آنکھ جھپکنے کے لئے بھی اپنی نظر کو نبی اللہ (کے چہرۂ انوار دیدار) سے نہیں ہٹاتے حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی طرف نظر (رحمت) فرماتے ہیں۔ اس قسم کے مراتب عاشقوں کے ہیں جو (حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر (دل وجان سے فدا ہیں۔ دیدار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا شرف ہے۔ وہ صرف آگاہ نہیں ہوتے بلکہ وہ عین العیان نظر نگاہ سے (دیدار کرتے) ہیں فقیر عاشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بادشاہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اس کا دل غنی ہوتا ہے اس کی نظر ہمیشہ (دیدار پر ہوتی ہے۔ وہ دوسری کسی چیز کا طلبگار نہیں ہوتا۔

سیوم یہ کہ حاضرات اسم اللہ ذات سے پیوستہ ہو کر (فقیر) اپنے وجود میں غوطہ لگاتے ہیں اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ اپنے سوال کا جواب باصواب حاصل کئے بغیر وہ ایک لمحہ ایک دم ایک ساعت کے لئے بھی (حضوری) مجلس سے جدا نہیں ہوتے۔ یہ مراتب محبوب القلوب کے ہیں۔ جن کا نفس فنا، قلب زندہ اور روح بقا و رحمت میں ہوتی ہے۔

ہر فی اللہ فقیر کا نفس شیطان سے آزاد ہوتا ہے۔ ان کی غرض محض (شرف حضوری ہوتی) ہے۔ ان کا سینہ (الٰہی اسرار کا خزینہ) ہوتا ہے۔

پس فقیر اولیاء اللہ عارف باللہ تین قسم کے ہیں۔

ایک وہ فقیر جسے خدا اور رسول ہی جانتے ہیں (کہ وہ حضوری) ہے۔ وہ اپنے آپ کو نہیں جانتا۔

دوم فقیر اولیاء اللہ جو اپنے مقام قرب وحضوری کو جانتے ہیں اور مخلوق انہیں نہیں جانتی۔ ان سے کوئی سر اسرار الٰہی پوشیدہ اور مخفی نہیں رہتا۔

سیوم وہ (فقیر) جو اپنے آپ کو بھی جانتے ہیں (کہ وہ حضوری ہیں) اور مخلوق خدا بھی جانتی اور ان میں مشہور ہوتے ہیں۔ ان کا خطاب فقیر اولیاء اللہ ہوتا ہے۔

یہ تینوں مراتب اختیاری ہیں جس میں مع اللہ ذات غرق ہو کر (فقیر) ہوشیار بھی رہتا ہے

بیت

مرشد (ثابت) از قرآن حدیث — جسکا کوئی مرشد نہ ہو وہ اہلِ خبیث
جسکا کوئی مرشد نہیں وہ مردود ہے — جسکا مرشد (کامل ہے) وہ محمود ہے
جسکا کوئی پیر نہ ہو وہ بے پیر ہے — دائما وہ نفس کا اسیر ہے۔

جو کوئی تجھے سوال گدائی پر ملامت کرتا ہے (وہ جاہل ہے کہ فقیر کا سوال تو ملامت نفس کے لئے ہوتا ہے نہ کہ گداگری کے لئے) اہلِ دنیا بہتر ہونی سے تو بہتر (خدا) گداگری ہی بہتر ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔ الفقیر احتی دخل الجنۃ قبل الاغنیاء ھا ستین سنۃ۔ میرے امت کے فقراء دولت مندوں سے ستر ہزار سال پہلے جنت میں داخل ہونگے۔

جان لو! کہ طالب اللہ کی ایک ابتداء ہے جس میں وہ شب و روز ریاضت میں رنج اٹھاتا اور انتہا کے لئے اپنی جان کو تصرف کرتا ہے اور صاحب انتہاء ابتداء کی طلب میں شب و روز گرمی سوز و بے قراری میں رہتا ہے لیکن فقیروں کا تعلق نہ ابتداء سے ہے نہ انتہا سے بمطلب یہ کہ ابتداء و انتہا قیام ہے جبکہ فقیروں کی نظر نگاہ التفات سلوک راہ کی (منازل) پر نہیں ہوتی کہ وہ غرق فی اللہ ذات توحید تمام میں ہوتے ہیں اور انہیں دائمی جمعیت دل نصیب ہوتی ہے

بیت

ہزار گریہ نالہ ہزار گریہ زاری — در فنا ہے) یاد کرکے اپنی بدکرداری

مصنف (باھو رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے گناہوں کو

شب و روز یاد کرتا ہے لیکن یادِ خدا سے غافل رہے (کہ گناہوں کو تو یاد کرتا ہے۔ نہ ان سے توبہ کرتا ہے نہ اللہ کی بندگی کرتا ہے) یہ بھی بہت بڑا کفر ہے)

ابیات

بُلبل نہیں ہوں کہ نعرہ کروں دردِ سر کروں | پروانہ وار جل کر بھی میں آہ نہ کروں
پروانہ بھی نہیں کہ اک شعلہ میں جان دیدوں | مرغ آگ ہوں ہمیشہ آگ میں بیٹھا رہوں

وجود مبارک و صورت مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جان لو کہ وجودِ مبارک اور صورت مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دو طریقوں سے تحقیق (شدہ) ہے۔

ظاہری صورت میں نفسانی مخلوق میں بشریت کا ظہور۔ قولہ تعالیٰ:۔ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ[1] میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ اور ظاہری جُثہ سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہی شخص جا سکتا ہے جس نے ریاضت سے تمام وجود پاک و طاہر کر لیا ہو۔

دوم جُثہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سرِّ نور ہے جس کا اہل حضور کی نگاہ میں مثل آفتاب ہر جگہ ظہور ہے۔

عارف (باللہ) باطن معمور وجود مغفور فقیر جس وقت بھی چاہتا ہے تصور اسم اللہ ذات سے نورِ توحید میں غرق ہو کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضوری حاصل کر لیتا ہے۔ جو کوئی فقیر ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے دونوں جہاں اس کے فرمانبردار حلقہ بگوش غلام ہو جاتے ہیں۔ اہل حضور فقیر ہر دو جہان پر نظر و التفات نہیں کرتا اور توحید ہُدیٰ کی عنایت سے وہ دوام استغراق فی اللہ میں رہتا ہے۔ مَا زَاغَ

[1] سورۃ کہف ۱۸۔ ۱۱۰

الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى[1]۔ نہ ہی (حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر دلو قت دیدار الٰہی بہکی نہ ہی بھٹکی یہ راز کے مراتب ہیں جس کا سبق راز سے ہوتا ہے اس کو ریاضت کی حاجت نہیں ہوتی۔ قال علیہ السلام۔ لِی مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا مع اللہ ایک ایسا وقت ہے جس میں مقرب فرشتے اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں۔

بیت

فرشتہ گرچہ رکھتا ہے قرب درگاہ | نہیں حاصل اسے مقام لی مع اللہ
باھُو خدا کی خاطر یہ راہ بتائیے | دل صفا کر کے مصطفیٰ صلعم کے پاس جائیے

جو کوئی اس راہ و مقام سے آگاہ نہیں اس کو فقر معرفت اللہ سے کوئی راہ نہیں۔ جو شخص مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نور میں پہنچ کر ماسوی اللہ معرفت اذا تم۔ مقام فنا فی اللہ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کے علاوہ کوئی دوسری چیز طلب کرتا ہے۔ وہ مردود حق سے برگشتہ اور باطل میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی وقت مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے باطن کی صفائی سلب ہو جاتی ہے۔ مگر معشوق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا نہیں کیا جاتا) کیونکہ اسے نعم البدل حاصل ہے اور وہ روزِ اول سے ہی (حضوری مشاہدہ میں مستغرق ہوتا ہے۔

بیت

علم باطن مثل مکھن علم ظاہر جیسے شیر | بے شیر کیسے ہوگا مسکہ بے پیر کیسے ہوگا پیر

[1] سورۃ النجم ۲۷-۱۷

نفس تمام عمر چلہ ریاضت میں مشغول رہ کر نمائش کو پسند کرتا ہے۔ تمام عمر علم پڑھ کر (دستارِ فضیلت باندھنا اسے اچھا لگتا ہے) ساعت بھر کے لئے خلوت اختیار کرنا اور شب و روز بیدار رہنا (اُسے منظور ہے) لیکن نفس آنکھ جھپکنے کے لئے بھی مشاہدہ ذات نورِ معرفت اللہ دیدار (میں مستغرق ہونا) قبول نہیں کرتا۔ وہ دیدار سے بیزار اور (دنیا) مردار کی لذت میں ہوشیار رہے۔ وہ (ہمیشہ) دنیا اور اہلِ دنیا کی مجلس کا (طلب گار) ہوتا ہے۔ قولہ تعالےٰ : وَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا۔

جان لو! کہ حضوری مجلس سے مشرف فقیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ملازم اور لامکان میں ہوتا ہے۔

صاحبِ مجلس لامکان کا کیا نشان ہے؟

فقیر صاحب لامکان کل و جزمکان کو ترک کر دیتا ہے۔ کشف و کرامات کو چھوڑ دیتا ہے اور ہمیشہ فنا فی اللہ میں غرق رہتا ہے۔

جان لو کہ تصور بھی بہت قسم کا ہے اور تصرف کی بھی بے شمار (اقسام) ہیں۔ اور توجہ حد سے زیادہ قلب بیدار ہونے پر (حاصل ہوتی ہے) اور صاحب تفکر (استغراق) میں بھی ہشیار ہوتا ہے۔

مطلب یہ کہ فقر کے مراتب پانچ "ف" ہیں۔

فقر کی اول "ف" فنائے نفس

فقر کی دوم "ف" فرحت رُوح

فقر کی سیوم "ف" فرخندہ (رو)

فقر کی چہارم "ف" فردوس مجلس محبت ملاقات۔

فقر کی پنجم "ف" فیض بخش علم اور صاحب فضیلت۔

تحصیلِ علم سے عالم تفسیر باتاثیر فیض رساں ہو جاتا ہے۔

اور تحصیلِ علم عالم تفسیر بے تاثیر سے فساد تمام پیدا ہو جاتا ہے۔ "فَسَدَتِ الْعَالَمُ" عالم میں فساد برپا ہو جاتا ہے اسی کے متعلق کہا گیا ہے۔ قولہ تعالےٰ : یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ قولہ تعالےٰ : اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَرِیْمٌ ۔ بے شک وہ لوگ اپنے رب سے غیب میں ڈرتے ہیں۔ ان کے لئے ہی مغفرت اور اجر کریم ہے۔ جو کوئی ایمان بالغیب میں (مشاہدہ کرنے لگتا ہے) اس پر عیب نہ لگا کہ مومن کو یہ فتح قرب معرفت اللہ سے نصیب ہوتی ہے) جس کا باطن (اس قسم کے ایمان بالغیب) سے آباد ہوتے لئے مبارک ہو۔ اس قسم کے (مراتب) نفس کو مقام ہوا سے روک دیتے ہیں۔ ایسے شخص کو اس آیت کریمہ کے موافق جنت نصیب ہو جاتی ہے۔ قولہ تعالےٰ : وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ۔ جس نے اپنے نفس کو ہوا سے باز رکھا اسی کے لئے ہی جنت الماویٰ ہے پس بہشت اہلِ ایمان اور متقیوں کی جگہ ہے نہ کہ ان لوگوں کی (جگہ) جو لذت دُنیا میں (مبتلا) اور (طلب دنیا) میں پریشان ہیں۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ اَلدُّنْیَا مَنَامٌ وَعَیْشُھَا فِیْہِ اِحْتِلَامٌ ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا نیند کی مانند ہے اور اس کا عیش احتلام کی مانند ہے۔

نفسانی ہوا کا قطع کرنا ترک دنیا اور اس کا قطع کرنا اور قطع شیطان حاصل کرنا ہے معرفت اللہ کے (حصول) سے ہی ہوسکتا ہے

معرفت کسے کہتے ہیں؟ اول معرفتِ نفس ہے جس سے عارف نفس (بن کر) نفس کی شناخت کر کے نفس کو اپنا رفیق بنایا جاتا ہے۔ جب نفس مسلمان ہو کر مطمئنہ رفیق بالتوفیق (صاحب) تحقیق ہو جاتا ہے اور تصرف فی اللہ سے توحید میں فنا ہو جاتا ہے تو توحید، تصور، تصرف تفکر توجہ اسم اللہ ذات سے وجود تاثیر ہو جاتی ہے جب

سے حیاتِ ابدی بقا (وجود) میں پیدا ہو جاتی ہے۔

(جس کو معرفت قلب نصیب ہو گئی) اس نے (نور) رب کی پہچان کر لی جس کو معرفت (قلب) سے (نور) رب کی پہچان ہو گئی۔ اس نے "عین" کو پا لیا اور وہ "عین" ہو گیا۔ اور عین کلید توحید ہے۔ عین کل کائی کو کہتے ہیں۔ عین نور رحمت راز ربوبیت۔ رویت تجلی ذات کو کہتے ہیں۔

بیت

جو بھی توحید میں آیا وہ نور ہوا ۔۔۔ وجود اس کا نور ہوا وہ مغفور ہوا

باھو تجھے توحید ہے کائی توحید ۔۔۔ کلید سے قفل کھول قفل توحید

قادری صاحب کلید اہل توحید فقیر کو تکلف تقلید اچھی نہیں لگتی۔

بعض قادری فقیر نادری ہیں

بعض قادری فقیر قابل ہیں

بعض قادری فقیر قرب الحق میں ہیں۔

بعض قادری فقیر قدرت سر خدا ہیں کہ وہ اسرار خدا سے ہیں۔

اس جگہ قادری فقیر کے مراتب "صاحب تصور سیف الرحمٰن" کے ہو جاتے ہیں کہ اس کی زبان سیف (ہو جاتی) ہے۔ اگر دوسرے طریقے والا (تصوف) شیر یزدانی (حضرت شاہ سید عبدالقادر) جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف دم مارتا ہے۔ خراب (وخستہ) حال ہو جاتا ہے۔ جو طالب مرید قادری ہو کر کسی دوسرے طریقہ سے خلافت (حاصل کرے گا) یا دست بیعت ہوگا۔ وہ مردود ہو جائے گا اور باطن کی برکت اور (زندگی) سے مردہ ہو جائے گا۔ کیونکہ قادری کو فتح قادری (طریقہ) سے یہی ہے

قادری لا یحتاج بے نیاز مست الست ہوتا ہے۔ قادری نظر سے ہی حق و باطل کو پہچان لیتا ہے اور غیر ما سوی اللہ کو دل سے کھرچ ڈالتا ہے۔

قطعہ

قادری سے طلب کر فقر ختم ۔۔۔ تا کہ وجود میں رہے نہ کوئی غم

طرفہ زدعطا کرتا ہے وحدت باخدا ۔۔۔ قادری قادر ہوا بر سر ہوا

قادری کی ابتدا ہے لامکان ۔۔۔ قادری ہے دیکھتا از عین آن

معرفت گر چاہیئے قرب و کرم ۔۔۔ روز اول قادری پر سبق ختم

قادری کو شرم ہے کہ ہو خام تر ۔۔۔ قادری ہے عارف خدا صاحب نظر

قادری ہے ذکر و فکر سے حضور ۔۔۔ حضور کو بھی چھوڑ کر ہو غرق نور

باھو قادری عین پائے عین را ۔۔۔ قادری ہم صحبت با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جان لو کہ حق و باطل صحیح اور غلط۔ سچ اور جھوٹ۔ ظاہر اور باطن نعم البدل کے سلک سلوک سے یہ منصب مراتب حاصل اور شناخت ہوتے ہیں اہل تحقیق اہل زندیق (کا پتہ چلتا ہے) چنانچہ کل و جز کے ادنیٰ و اعلیٰ مراتب۔ مع اللہ۔ معرفت قرب وصال کے مراتب خام خیالی خطرات کے مراتب۔ چنانچہ ظاہر و باطن ازل و ابد دنیا و عقبیٰ۔ معرفت مولیٰ۔ جملہ علوم حیی و قیوم۔ لوح محفوظ۔ عرش کرسی رقم رقوم نعم البدل میں ہیں۔

نعم البدل کے مراتب کس کو کہتے ہیں؟ نعم البدل کی شرح اور حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے "کنت کنزاً مخفیاً" میں تھا مخفی خزانہ کے اظہار کا ارادہ کیا تو اپنے نور کو اپنے سے جدا کر کے اس کو نور محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب بخشا

بخشا اور اپنی قدرت کی زبان سے کن فیکون (پکارا) اور نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم (کو دیکھ کر) نعرہ لسومزل (بلند کیا) قلم کو پیدا کیا .... ص۲۶ اور کل مخلوقات کی ارواح نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوئیں۔ غیب سے) اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ کی ندا آئی۔ جملہ ارواح نے قَالُوا بَلٰی کہا۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے مقام ازل کو زیب و زینت سے آراستہ کیا اور اس کے احوالات کو پیدا فرمایا۔ مقام ابد کو بھی پیراستہ کیا۔ مقام دنیا کو طمع سے سجایا۔ مقام عقبیٰ بہشت کو حور و قصور سے سنوارا اور مقام توحید میں معرفت قرب (الٰہی) مشاہدہ حضوری (نور) ربوبیت نور ذات کی تجلیات کو (پیدا فرمایا)

ان جملہ پانچ مقامات کو روحوں کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے ہر ایک مقام کو دیکھا اس کی طرف بھاگ پڑیں۔ وہاں پہنچ کر اسے پسند کر لیا۔ اہل معرفت فقرا کی (روحوں) نے عقبیٰ اور اہلِ تقویٰ نے بہشت کو پسند کیا)

اہل دنیا منافقوں کاذبوں کافروں کی روحوں نے مقام دنیا (پسند کر لیا) اہل ابد شب و روز در دوزاول نعم البدل کی تلاش میں رہتے ہیں) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الآن کما کان۔ وہ ویسے ہی ہے جیسے پہلے رو(تھا) دنیا میں نعم البدل (رکھا گیا) ہے۔ اگر کافر اسلام قبول کرے گا، مسلمان ہو کر (جنت کا حقدار ہو جائے گا) اگر ولی اللہ ریاکاری اختیار کرے گا کافر ہو جائے گا۔ اَلرِّیَاءُ اَشَدُّ مِنَ الْکُفْرِ۔ ریاکاری کفر سے بھی بڑھ کر ہے۔

جان لو! بعض (طالبوں) کو باطن میں خواب یا مراقبہ یا الہام یا دلیل یا وہم یا خیال یا معرفت (میں) قرب الحق وصال میں ظاہر نظر آتا ہے (لیکن) بعض مطالب جو ظاہر میں (نظر آتے) ہیں۔ وہ باطن میں نہیں ہوتے اور بعض کو عین العیان (نظر آتا) ہے۔ ان کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے بعض ظاہر و باطن (دونوں) سے محروم ہوتے ہیں۔

"انا" کے حجاب سے انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایسے لوگ) خلاف شرع ہونے کے باعث خراب ہوتے ہیں۔

جان لو! کہ بہتر کروڑ اسی لاکھ اور چھپن ہزار ذکر اللہ تصور اسم اللہ سے وجود میں رواں اور جاری ہو جاتے ہیں۔ تاثیر کرتے اور نفع دیتے ہیں جو کوئی ان مراتب پر پہنچ گیا اس کا (قلب قالب) ایک ہو جاتا ہے اور وہ دونوں جہان پر غالب ہو جاتا ہے۔ ایسے مراتب والا مرشد بارہ صفات سے (موصوف) ہوتا ہے۔

اول مرشد با نظر ناظر

دوم مرشد مشاہدہ حضور بخشنے والا۔

سیوم مرشد صاحب توجہ باطن حضور معمور

چہارم مرشد ذکر فکر شوق میں مسرور

پنجم مرشد فنائے نفس بمد نظر اللہ منظور

ششم مرشد قرب اللہ سے خون جگر پینے والا۔

ہفتم مرشد حیرت (توحید میں) مبتلا۔

ہشتم مرشد الحقیقت و یقین دل پر نظر رکھنے والا

نہم مرشد فنا فی اللہ

دہم مرشد بقاء باللہ

گیارہواں مرشد غیر و غلط خطرات میں مبتلا (کو باہر نکالنے والا)

بارہواں مرشد جمعیت کل پر مشکل کھولنے والا۔

مصنف باھُوؒ فرماتے ہیں کہ (مرشد) ایسے ایک لاکھ ستر ہزار مقامات سے آگے وحدانیت اللہ تمام میں پہنچا دیتا ہے۔ جس سے نفس دائمی طور پر (طالب) کے تابع ہو جاتا ہے اور شیطان کو یہ طاقت نہیں ہے کہ مقام توحید میں داخل

ہو سکے اور نجس دنیا کے لئے بھی کوئی جگہ نہیں کہ وحدانیت کی پاکیزگی میں پہنچ سکے۔
یہ مراتب مفلس طالب فی امان اللہ کے ہیں۔ اذا تم الفقر فھو اللہ جو مرشد
اس طریقہ سے طالب (انتہائے فقر) پر پہنچانے کی راہ نہیں جانتا اور مرشد کے تلقین و
ارشاد سے آگاہ نہیں۔ اس کے لئے کسی کو طالب مرید کرنا حرام ہے۔

بیت

مرشد نہ ہو مرشد نہ ہو مرشد نہ ہو   اگر بنتا ہے مرشد تو طالب ہے پیشرو

طالب ذرہ کی مثل ہے اور مرشد کی مثال آفتاب کی ہے۔ جس طرح ذرہ آفتاب
سے اور آفتاب ذرہ سے جدا نہیں ہوتا۔ یہی حال راہ خدا میں مرشد اور طالب کا
ہے۔ یہ دونوں یک وجود یکتا ہوتے ہیں۔ بے ارادات طالب بے نصیب ہوتا ہے
بے سعادت مرشد اسے ہر بار سختی سے جواب دیتا ہے جس سے طالب کے وجود
میں خطراتِ شیطانی اور لاکھوں نفسانی حجاب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے
(بدزبان طالب کی بیماری) کا دفع ہونا دشوار (مشکل) ہے۔ کیونکہ یہ لاعلاج (مرض) ہے
کیونکہ طالب کا نفس طریقِ زندگی سے دنیا اور استدراج (شعبدات) کی طلب
میں ہوتا ہے۔ جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور رہتا ہے۔
جو طالب صادق صدق واخلاص یقین واعتقاد سے مرشد کی صحبت میں باادب
باحیا باوفا رہتا ہے۔ اس کے باطن سے فیض یکدم انوار نور بمشاہدہ حضور (کی صورت)
دل پر (نور ذات، تجلی اور ذکر ذات (یا) فکر فنائے نفس اور راحتِ روح سے
بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ اگر مرشد اور طالب دونوں کامل ہوں گے (تو ایسا ہی ہوگا)
اور اگر ناقص ہوں گے تو کچھ بھی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔
جان لو! کہ غوث قطب ستر کروڑ چار لاکھ بیس ہزار جسم رکھتے ہیں اور ہر ایک

جسم کے ہزاراں ہزار نام ہیں جو رب الارباب کی طرف سے ان کو خطاب ہے۔
اول مرتبہ غوث قطب فی اللہ فقیر کا ہے۔ جن کا نفس فنا ہوتا ہے اور انہیں نام
ناموس غوغا "انا" سے شرم آتی ہے۔ وہ ظاہر میں تنہا ہوتے ہیں اور باطن میں مجلس انبیاء
اولیاء اللہ میں منتہی ہوتے ہیں۔
دوم مرتبہ غوث قطب پیر کا ہے جو اپنے مریدوں کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا
ملازم بنا کر انہیں ایک دم میں ہزاراں ہزار جواب ثواب پہنچا دیتا ہے۔ اور اپنے مرید
کو نیک و بد احوال سے خبر دے دیتا ہے۔
سیوم غوث قد . ر کا مرتبہ ہے) جو اپنی کیمیا نگاہ سے مٹی کو چاندی
سونا بنا دیتا ہے۔
پس معلوم ہوا کہ غوث قطب فقیر غوث قطب امیر اور غوث قطب پیر،
(تین قسم کے ہیں)
قطب فقیر وہ ہے جو توحید نور فی اللہ قدرت سبحانی میں غرق ہو۔ غوث قطب امیر
وہ ہے جو روحانی قدرت رکھتا ہو۔ غوث قطب پیر دہقانی (اس کو کہتے ہیں جو ولایت
بولایت پرگنہ بر پرگنہ۔ ملک تا ملک۔ قریہ تا قریہ شہر تا شہر، صوبہ تا صوبہ درجہ بدرجہ
د ہر جگہ) ان کے طالب مرید عز وجاہ روضہ خانقاہ والے ہوتے رہیں گے اور انکے
خانوادے ایک دوسرے کے قائم مقام بن کر ابدالاباد قیامت تک موجود رہیں
گے۔ تمام غوث قطب دہقانی غوث قطب فقیر کی نظر سے فیض یاب ہوتے ہیں جو
سب قسم کے غوث و قطب پر غالب امیر ہوتا ہے۔

بیت

ہو مرید مثل مُردہ در ید پیر   حیات جاودانی دیتا ہے پیر

المطلب یہ کہ حجام کی مانند قینچی سے مرید کے بال کاٹنے والے پیر تو بہت مل جاتے ہیں لیکن کامل پیر وہی ہے جو معرفت اللہ فنا فی اللہ توحید تمام عطا کر دے جیسا کہ پیر شاہ محی الدین ہیں آپ کا غلام مرید یہ فقیر (باھُو) ہے۔ خام ناقص پیر سے احمق مرید کو کیا حاصل ہوگا۔ (قادری) طریقہ میں (داخل ہونے) کے لئے صبح و شام کامل قادری پیر و مرشد تلاش کرنا چاہیئے۔ کیونکہ فیض فقر کا بست تمامیت طریقہ قادری میں ہی ہے مجھے اس احمق قوم پر تعجب آتا ہے۔ جو ناف سے سر دماغ تک بارہ دائرے بارہ مقام مقرر کر کے۔ (بارہ (مقامات کے لئے) بارہ قسم کے ذکر یا بارہ قسم کی مجلس شمار کرتے ہیں۔ اور نفی اثبات سے حبس دم کر کے دل کو ہلاتے ہیں۔ (اور اسے ذکر قلبی کہتے ہیں) اور نفی اثبات سے نفس کو با تفکر نفس بڑھاتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کامل اور باحضوری سمجھتے ہیں۔ وہ احمق بے شعور قرب اللہ کی معرفت سے بے حضور۔ اپنی انانیت میں مغرور۔ وہ ذکر اللہ قرب۔ راز سے بعید دور تر ہیں۔ اگر یہ لوگ قرآن و حدیث کے علم میں عالم فاضل ہیں لیکن ان کا باطن پریشان ہوتا ہے۔ وہ خبیث طالب دنیا ہوتے ہیں۔ اور جو دنیا کو دوست رکھتا ہے وہ خبیث شیطان کا بھائی بند ہو جاتا ہے

یہ گروہ (صاحب عبس ہے)

یہ گروہ ذکر انی دم والا ہوتا ہے جس سے نفس زندہ قلب مردہ فانی ہو جاتا ہے اس طائفہ کا ذکر دنیا مذکور کیلئے ظاہر میں طریق تحقیق (و حدیث) کے مطابق آراستہ لیکن باطن میں زندیق۔

فقیر (باھُو) جو کچھ بھی کہتا ہے۔ حساب کی رُو سے کہتا ہے نہ کہ حسد کی راہ سے۔

جان لو! کہ ذکر پانچ قسم کے ہیں۔ اور یہ پانچ ذکر فکر پانچ خزانے ہیں۔ چنانچہ اول ذکر نور جس سے ذاکر دوام مع اللہ حضور ہو جاتا ہے

دوم:۔ دوم ذکر قربانی جس سے قلب زندہ نفس فانی ہو جاتا ہے اور (ذاکر) دوام ساکن لاھوت لامکانی ہو جاتا ہے۔

سیوم:۔ ذکر سلطانی عین العیانی آگاہ نظر بہ بیدار ہو گا جو قرب اللہ سے رؤیت ربوبیت ذات سے مشرف ہوتا ہے۔

چہارم:۔ ذکر حامل سے عارف باللہ مکمل اکمل کامل ہو جاتا ہے۔ (ایسے ذاکر کو مشاہدہ دنور) ذات میں روز بروز ترقی ہوتی ہے کمی نہیں ہوتی۔

پنجم:۔ ذکر جہر دوام بر حق نظر اور حق کے سوا باطل کو نہ دیکھے اک۔ نظر وہ روح سے اخلاص برتنے والا اور نفس پر قہر کرنے والا ہوتا ہے اُس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز زیر و زبر مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی یہ مجموعہ ذکر اولی الامر (فقیر کے) مراتب ہیں۔ اس قسم کے ذکر کے لائق سیم و زر کے طالب دنیا دار کتے۔ اہلِ رشوت۔ اہل ریا اہل غیبت شیطان کے تابع۔ نفس و ہوا کے طالب مرید کیسے ہو سکتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ اور باطن میں معرفتِ خدا سے (ہمیشہ) محروم رہتے ہیں۔

قال علیہ السلام الریاءُ اَشدُ من الکفر۔ ریاکاری کفر سے بھی بڑھ کر ہے۔ قال علیہ السلام الراشی والمرتشی کلھُمَا فی النّار۔ رشوت لینے اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ اور رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر لعنت ہے۔

قال علیہ السلام۔ الغیبتُ اشدُ من الزنا۔ غیبت زنا سے بھی بڑا جرم ہے

حقیقی ذاکر حق پسند فقیر اپنے سر کو پاؤں بنا کر بلکہ اپنے سر و پا کو بھلا کر ذکر اللہ کو اپنا پیشوا بنا کر اپنے نفس کی خواہشات سے فنا اور باخدا (القاذ باللہ) ہو جاتا ہے۔

قال علیہ السلام۔ مشی عن الراس بدون الاقدام ۵ یعنی وہ قدموں کے بغیر سر کے بل چلنے لگتا ہے۔ ایسے خام ناتمام ذاکروں کے یہی مراتب ہیں جس سے وہ ہمیشہ کے لئے مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جاتے ہیں۔

جان لو! کہ ذات و صفات کے جملہ مراتب اور درجات علم علوم۔ معرفت قرب اللہ

مشاہدہ حضوری۔ استغراق حیی وقیوم اپنے اختیار سے حاصل کرنا اور عمل میں لانا آسان کام ہے لیکن اس کے لئے حوصلہ وسیع ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہر عمل (بلکہ ان تمام اعمال) کو وجود میں سنبھال کر رکھنا بہت ہی دشوار و مشکل ہے۔ مگر توفیق اللہ اور کامل عارف باللہ مرشد کی رفاقت سے ایسا ہو سکتا ہے

کامل مرشد صاحب نظر ہوتا ہے۔ وہ طالبوں کو نظر سے ہی تلقین کرتا ہے کہ نظر سے ہی اس کو ہر مرتبہ مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ نظر سے ہی معرفت توحید اللہ کے نور میں مستغرق کر دیتا ہے اور نظر کی توجہ سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر کے منصب دلوا دیتا ہے (نفسانی طالبوں کو نظر سے ہی فسق وفجور گناہوں سے روک دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مرشد کامل کار آزمودہ اور راہ سلوک کے امتحان میں کامیاب ہونا چاہیئے، جو نفس اور شیطان کی قید سے آزاد ہو۔ لیکن طالب کیلئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ بھی احسان ماننے والا انسان ہونا چاہیئے۔ اگر اسے مرشد پر یقین واعتبار ہوگا تو وہ لازمی طور پر فقر کے مراتب حاصل کر لے گا۔

بیت

چاہتا ہے گر تو ہونا نیک تر — فقر حاصل کر فقر پر رکھ نظر

فقر کیا چیز ہے؟ فقر کس کو کہتے ہیں؟ اور فقر کہاں سے پیدا ہوا ہے؟ فقر اللہ کے نور سے (نور) ہے۔ اور تمام عالم کا نور فقر سے ظہور ہے۔ فقر ہدایت ہے فقر نور الحق کی زیبا تر صورت ہے کہ دونوں جہان فقر کے چہرہ کے دیوانے اور مشتاق ہیں لیکن فقیر خدا اور رسول کی اجازت اور حکم کے بغیر کسی پر التفات کی نظر نہیں کرتا۔

ابیات

فقر رحمت راز وحدت نور حق — زیر پائے فقر ہیں یہ سب طبق

جس نے دیکھا فقر وہ عارف ہوا — فقر وحدت سے فقر حاصل ہوا!

مردہ نفس و زندہ قلب و روح پاک — جگر ان کا ٹکڑے ٹکڑے دل انکا چاک چاک

فقر کیسے حاصل ہو با قیل وقال — فقر تو ہے ذلت میں لبس لازوال

آنکھ دیکھے کان سُن لے یہ کلام — جس نے دیکھا نہ سنا کیسے ہو فقر تمام

باھُو لب بند کر اور با چشم بین — دیکھے بنا طالب کرے کیسے یقین

باھُو تجھے دکھاتا ہے تو دیکھ ذرا — اپنے باطن میں ہی دیکھو وحدت خدا

آنکھیں بند کر لے اور دل پر کر نظر — تا کہ ہو واصل خدا مثل خضرؑ!

اپنی آنکھیں بند کر دل پر کر نگاہ — تا کہ حاصل ہو تجھے قرب الہ

آنکھوں کو بند کر لے اور دل میں آجا — تا کہ حاصل ہو تجھے صحبت محمد مصطفیٰ

چشم اپنی بند کر کے دل میں اپنی عین بیں — تا کہ آخر عارف ہو کر حاصل ہو حق الیقین

دل ایک ملک ہے کر حق طلب — ولائیت دل میں داخل ہو کر پالے رب

قولہ تعالیٰ: رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝[1] اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اگر تو میری مغفرت نہ کرتا اور مجھ پر رحم نہ کرتا۔ تو میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جاتا۔

جس کسی کے وجود میں (اسم) فقر کی "ف" کی تاثیر ہو جاتی ہے تو اسے نفس پر فتح۔ فنائے نفس۔ روح کی فرحت۔ فیض قلب۔ فضل قالب جاودانی جمعیت ایمان کی سلامتی حاصل ہو جاتی ہے۔ فقر لا یحتاج بدعت۔ شرک۔ کفر استدراج سے فارغ ہو جاتا ہے اور یہی تمام کے تمام مراتب ہیں۔ فمن کان دخلہ امنا دار السلام۔ جو بھی دار السلام میں داخل ہو گیا۔ اُسے امن مل گیا۔

[1] الاعراف ۸-۲۳

ابیات

جس نے پکڑا فقر کو از حرف "ف" — فقر فخری پا لے گا از بحرب

"ق" فقر جس نے رکھا برقرار — زبان اسکی ہو گئی بس ذوالفقار

جس نے پکڑا فقر کو از حرف "ی" — راز پالے رحمت اللہ اس کی فیق "ز"

فقر کو جانے فقر اور فقر کی کرے شناس — خواہ گدا ہو بادشاہ ہو در ہر لباس

منصب مراتب چار قسم کے ہیں۔ (۱) دعوت (۲) ذکر (۳) معرفت (۴) جمعیت

دعوت :۔ جس کے عمل میں دعوت ہوتی ہے وہ ایک دم میں تمام عالم کو خراب یا ایک دم میں تمام عالم کو آباد کر سکتا ہے۔

ذکر :۔ ذکر وہ ہے جس میں (ذاکر) تمام عالم کو ایک دم میں (مصنوعی) موت وار دکر کے وصال بخش دے۔ یا یہ کہ ایک دم میں تمام عالم کو زوال میں لے جائے۔

معرفت :۔ یہ کہ (صاحبِ معرفت) ایک دم میں تمام عالم کو فیض فضل بخش دے یا یہ کہ تمام عالم کو ایک دم میں خلل میں مبتلا کر دے۔

جمعیت :۔ کا مرتبہ یہ ہے کہ (صاحبِ جمعیت) تمام عالم کو ایک دم میں نور توحید میں غرق اور فنا کر دیتا ہے۔ جمعیت نور حضور جمال اللہ کے خیال کو تصور سے پختہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے نور حضور جمال اللہ سے جدائی بے جمعیتی خطرات، خام خیالی ہے یقین کے مقامات جمعیت کا مجموعہ ہیں جمعیت اس کو کہتے ہیں کہ شیطان کے ظلم سے باہر نکل آئے نفس حیوان کو چھوڑ دے۔ دنیا کی شامت پریشانی سے باہر نکل اور دُنیا کو ترک کر دے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ امان الامان میں داخل ہو جائے۔ اور اویسی تلمیذ الرحمٰن بن کر قرآنی (احکام) کے موافق نفس کو قتل، ہوائے (نفسانی) کو منقطع

اور شیطانی (اعمال) کے خلاف عمل اختیار کرلے۔ اور دوامی طور پر کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ[۱] ہر روز وہ ایک نئی ہی شان میں ہوتا ہے کی سیر اور مشاہدہ کرنے والا بن جائے۔ یہ فقیر لامکان کے مراتب ہیں۔ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا[۲] کوئی شے ان کی ملکیت میں نہیں۔ ان کا خطاب ہے وہ فنا فی اللہ بے حجاب ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہٗ کے دینی و دنیاوی لازوال خزانے اس کتاب میں ہیں جو کوئی عاجز محتاج، پریشان حال ہے اور اس کتاب سے غنایت ہدایت (کے خزانے حاصل نہیں کرتا)، اس کے سوال کا وبال اس کی گردن پر ہے۔

کیا تو جانتا ہے کہ اکثر ذاکر قلبی کہلانے والے لوگ۔ تفکر سے دل کے ساتھ دم کو روک کر جس دم سے اللّٰہُ اللّٰہ کا ذکر کرتے ہیں یہ سب ناقصوں کی حیلہ سازی اور فریب ہے۔ مشق وجودیہ مرقوم کے بغیر نفس قلب روح کی حقیقت ہرگز معلوم نہیں ہوتی۔

ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ اسم اللہ کا صبح و شام زبانی ذکر کرنے والے اور زبانی ورد کرنے والے خاص و عام تو بہت سے لوگ ہیں لیکن ہزار میں سے کوئی ایک (ذاکر) ہی ہوگا۔ جو کنہ اسم اللہ کے راز سے آگاہ ہوگا جس سے وہ معرفت اللہ کی ابتداء انتہا کو پہنچ جائے کیا تو جانتا ہے کہ جس وجود میں اسم اللہ داخل ہو کر تاثیر کرتا ہے تو اس کا دل اور روح یا اللہ یا اللہ کہنے لگتے ہیں اگر وہ قیامت تک ذکر اللہ کرتے رہیں تو بھی اسم اللہ کی انتہائی کنہ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ قال علیہ السلام۔ اسم اللہ شیئ طاھرۃ یستقر الا لمکان طاھر۔ اسم اللہ پاک ہے اور کسی پاک مقام کے سوا کہیں قرار نہیں پکڑتا۔

جو کوئی باطن میں بہ نظر اللہ منظور اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضوری ہو اور اس نے تعلیم تلقین اور دست بیعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی

[۱] الرحمٰن [۲] عم ۳۰۔ ۳۷

ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو ظاہر و باطن میں اپنا رفیق بنایا ہو اس کے ظاہری وجود کو کیا حاجت ہے کہ (کسی ظاہر مرشد کی طلب کرے۔ میری یہ قال میرے حال کے موافق ہے۔ کوئی بھی مجھ جیسے احوال نہیں رکھتا مگر جس کسی پر کھولتا ہوں اس کو دکھا بھی دیتا ہوں اسی کو مخ الیقین کہتے ہیں۔ حق الیقین کی ابتداء لاھوت ہے نیز فرشتوں کے کعبہ بیت المعمور کو بھی لاھوت کہتے ہیں۔ حق الیقین کی انتہا لامکان ہے اور حق الیقین لامکان مکا قاب قوسین کے معراج کو بھی کہتے ہیں۔

بیت

دریائے محبت سے ہوا مجھ کو خطاب ۔۔۔ جب حباب ختم ہوا آب میں مل کر آپ آب

قولہ تعالیٰ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (مسجد اقصیٰ سے لامکان لاھوت لقاء اللہ کے انوار و مشاہدہ تک لے گئی)

دردمند دل معرفت اللہ میں تصور اسم اللہ ذات سے چاک چاک ہو جاتا ہے ایسا دل سلیم (بحق تسلیم) ہوتا ہے کہ وہ جب بھی درد کی دال "د" سے ذکر اللہ کرتا ہے تو اس سے ظاہر و باطن کا کوئی علم مخفی و پوشیدہ نہیں رہتا۔ ایسے (قلب کو) قلب لاانعام واقف احوال عالم روشن ضمیر کہتے ہیں۔

بیت

چشم دل کی نظر سے مشاہدہ کرتا ہوں ۔۔۔ کہ ظاہری آنکھ تو حجاب ہے مردِ بینا کیلئے
نظر ایسی ہو کر ہر دم ہے حق بیں ۔۔۔ چشم ظاہر رکھتے ہیں سب گاؤ خر

ف بنی اسرائیل ۱۵-۱

گلے تک نہ ٹھونس کر تو دیگ نہیں ہے ۔۔۔ پانی بھی زیادہ نہ پی کر تو ریت نہیں ہے

الحدیث :۔ عذاب الجوع اشد من عذاب القبر۔ بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے بڑھ کر ہے۔

قطعہ

ہے دلوں کا ہے خطرہ شکم پر طعام
ریاضت ریا کی ہے کفر تمام

الحدیث :۔ الریاءُ اَشَدُّ مِنَ الکفر۔ ریا (ری کفر سے بڑا گناہ) ہے۔
جان لو کہ سلک سلوک کے کیا معنی ہیں؟ سلک سلوک (پرواز کیلئے پر و بال کی مانند) ہے۔ جو ظاہر و باطن (کی سیر کا) ذریعہ ہے۔ ظاہر سلوک میں تو عبودیت کے لئے سر بسجود رہتے ہیں۔ باطنی (سلوک میں) غرق فی اللہ معبود ہو کر اسرار ربوبیت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

قال علیہ السلام، من لم ادیت فرض دائم لم تقبل اللہ فرض الوقت۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دائمی فرض کو ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتے۔ یعنی منافق۔ خارجی۔ رافضی شرابی [illegible] ل نہیں ہوتی۔

قولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی[1] تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔

الحدیث :۔ قال علیہ السلام۔ لاصلوٰۃ الابحضورِ قلب۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی مصنف (باھُوؒ) فرماتے ہیں کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منافقت اختیار نہ کرنی چاہیئے۔

بیت

نفس جب پلید ہے جامہ پاک سے کیا حاصل ۔۔۔ دل میں بھرا شرک خاک پر سجدہ کیا حاصل

ف النساء ۵-۴۳

پس (نماز میں) تکبیر تحریمہ کے وقت تو خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان تاکہ مرتبہ احسان پہنچے خطرات غیر سے اپنے دل کی حفاظت کر اور قبلہ رو ہو کر اللہ اکبر کہے آواز نماز کے ساتھ راز کی نماز بھی ادا کرے۔ (اور یاد رکھے) کہ بے نماز کا باطن (اس کا ذکر فکر بھی باطل ہوتا ہے۔ اہل دل جو زندہ قلب (قلب دائمی) حیات بھی رکھتا اس کی نماز ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے۔ الرضاء فوق القضاء۔ رضاء قضاء سے اوپر ہے۔

راز کی بھی چار اقسام ہیں۔

(۱) راز الہامی

(۲) راز معرفتی

(۳) راز توحیدی

(۴) راز نوری۔ فنا فی اللہ میں مستغرق۔ قرب حضوری سے مشاہدہ ذات سے مشرف

(۱) راز الہام کا قیام قلب میں ہے جس میں ہر آواز راز الست سے سنائی دیتی ہے۔

(۲) راز معرفت کا مقام سِرِ دماغ میں روح ہے۔ وہاں آواز نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائی دیتی ہے جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی شناخت کی اور اُسے پایا۔ نبی اللہ صلی اللہ علیہ کی برکت اور رفاقت سے ہی پایا۔

(۳) راز توحید یہ ہے کہ جب کل و جز مقامات طے کر کے حیات دائمی حاصل کر لیتا ہے تو اس کو قرب پروردگار مقام سرِ اسرار لامکان سے آواز آنے لگتی ہے۔

(۴) رازِ نور جس میں قرب الحق حضور سے آواز آنے لگتی ہے۔ اس قسم کے راز کو جمعیت کل کہتے ہیں۔ جب جملہ جمع و مجموعہ مجمل راز و آواز یکتا ہو جاتی ہے۔ اور جمعیت فنا فی النور توحید فی اللہ میں غرق حضور ہو کر اتحاد کر لیتی ہے تو اُسے فردانیت کی آواز سنائی دینے لگتی ہے۔ یک وجود با واجب الوجود فی اللہ،

با معبود کہتے ہیں۔ جس کی حیات و جات میں آنکھ روشن ہو جاتی ہے جس نظر نگاہ سے وہ دائمی طور پر دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ قرب اللہ سے ہر ایک مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ فقیر دونوں جہان کا بادشاہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر دو جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔ فقیر ہونا آسان کام نہیں فقیر (دوام) دیدار پروردگار کا نظارہ کرنے والا ہوتا ہے۔

جان لو کہ ذکر یاد کو کہتے ہیں۔ ذکر اور یاد فی اللہ میں یکتا ہونے کے لئے ہے۔ جو کوئی غرق فی التوحید ہو کر یکتا ہو گیا۔ اس کو ذکر اور یاد کی ضرورت باقی نہ رہی۔ بعد ازاں فکر سے جب بد خصلت نفس فنا ہو جائے تو اس کے بعد دوبارہ فکر اختیار کرنے سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (پھر) مذکور سے الہام با مشاہدہ ذات میں قرب الست سے غرق حضور ہو جاتا ہے۔ جو کوئی مذکور الہام سے گزر کر نظر سے عین بعین مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔ اس کیلئے دوبارہ مذکور الہام کی طرف رجوع کرنا کفر تمام ہے۔ جو کوئی قرب اللہ معرفت وصال سے برگشتہ ہو جاتا ہے۔ اور علم کی طرف رجوع کرتا ہے وہ کفر کا مرتکب کیوں نہ ہوگا۔ یہ سب مراتب تصدیق صحیح کے ہیں وہاں تسبیح خوانی کی کیا ضرورت ہے؟ یہ باطنی راہ آزمودہ کار سے تعلق رکھتی ہے۔

قطعہ

وصال چھوڑ کر قال ہا ہا اک نظر | وہ نظر از خدا ہے ہا ہا ہا ہا !
اک شخص سے فقیر یکتا یک وجود ہوا ہا ہا | مردانہ وار میدان سے گیند لے گیا ہا ہا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اہل بدعت یہود کو نصیب نہیں ہوتا۔ جو کچھ وہ تجھے دکھاتا ہے وہ غیر شرع استدراج ہے اس پر یقین نہ کرنا چاہیے۔ وہ شراب غرور میں وہ حق اور قرب الٰہ سے بہت دور ہیں۔

باطن میں جو ذکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بیعت سے پاکر صحابہ کبار چار یار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بیعت سے حاصل ہوا اُسی ذکر کو ذکر زلد کہتے ہیں۔

ابیات

طالب مرشد سے کر طلب راز راہ　　تاکہ حاصل ہو تجھے قرب الٰہ

طالب مرشد سے طلب کر راز کُن　　ہر مراتب حاصل ہوں از یک سخن

قال علیہ السلام۔ من قال لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ مرۃ لم یبق لہ ذنبۃ ذرۃ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تین بار کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا اس کا کوئی گناہ باقی نہ رہا۔

کلمہ طیب کا ذکر ممات وحیات ہیں مستی وہشیاری میں۔ خواب اور بیداری میں مراقبہ ومعرفت میں عارف فقیر کی زبان اس کے قلب اس کی روح یا اس کے سر (کی جان سے) اس کے ظاہر باطن میں رواں اور جاری ہونا چاہیے۔ خواہ عارف منتہی ساکن لامکاں ہی کیوں نہ ہو۔

بیت

ذکر یا ذات ہے ذات ہی طلب کر　　اس ذکر سے ہو گا حاضر نبوی شہر

جس کسی کے وجود میں اسم اللہ ذات تاثیر کرتا ہے۔ وہ (دنیاوی) حیات میں اپنے نفس کو مراتب ممات پر پہنچا دیتا۔ موتوا قبل اَن تموتوا کا مقام حاصل کر لیتا ہے، اور (مقام) ممات میں زندہ ہو جاتا ہے۔ کامل ذاکر کے ذکر عظیم کی نشانی یہ

ہے کہ اس کا قلب روح سے جمعیت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کا نفس خراب و پریشان ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی صحبت نصیب ہوتی ہے جس سے نفس اپنی بد خصلتوں سے کشتہ ہو جاتا ہے۔

بیت

ذکر ذات میں ہے فی اللہ ذات نور　　لازوال و باوصال وحاضر وحضور

کسی کی ذات میں ہرگز نہ سمائے ذات نور　　ذکر ذاتی (طالبوں) کو لے جائے حضور

تقلیدی ذکر کرنے والے تو بے شمار ہیں۔ ذکر خاص سے یا اخلاص ذاکر ہمیشہ دیدار پروردگار سے مشرف ہوتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ مَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا۔ جو اپنے رب کے　　سے مشرف ہونا چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ عمل صالح اختیار کرے۔ اور عمل صالح غیر ما سوی اللہ ہوائے نفسانی کو چھوڑ کر (استغراق (فی اللہ) سے دیدار (الٰہی) لقاء۔ خدا کی طرف متوجہ ہونے کو کہتے ہیں جو کوئی پہلے ان مراتب کو حاصل کر لیتا ہے وہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہو جاتا ہے

بیت

عین اسکو دیکھے نہ جب تک عین العیاں　　پیر پا اعتبار نہ کر جھوٹا ہے وہ بے گماں

ذکر کرنے والے ذاکر کو پیغام حکم خداوندی کی حضوری سے ہوتا ہے اے اسم اللہ کے ذاکر اپنے ذکر کو وسیلہ بنالے اور حضوری میں داخل ہو جا تاکہ لقاء　　رب العالمین کے لائق اور اس سے مشرف ہو جائے نفس اور جو کچھ بھی نفس سے متعلق خواہشات ہیں ان کو بھی چھوڑ دے حقیقی ذکر۔ جان فدا کرنے والے صادق ذاکر سے دس چیزیں طلب کرتا ہے۔

اول ترک (دنیا۔ کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے فارغ ہو)

دوم :- توکل (کہ اللہ و محمد رسول اللہ کے سوا کسی طرف رجوع نہ کرے)

سیوم :- تجرید (نفس۔ قلب۔ روح۔ سر۔ ہر چار یکتا ہو کر نور ہو جائیں)

تفرید (نور توحید میں گم ہو کر فرد واحد بن جائے کہ ہمکلام عوام سے ہو اور توجہ اللہ کی طرف ہو)

چہارم :- فقر اختیاری ہو (نہ کہ فقر اضطراری اعوذ باللہ من فقر المکب)

پنجم :- فنائے نفسی (ہوائے نفسانی کو اپنے کنٹرول میں لے آئے)

ششم :- قلب بیدار (سے دائمی حیات حاصل کر لے۔)

ہفتم :- ذوق شوق (کی فراوانی ہو)

ہشتم :- معرفت اللہ (سے عارف اللہ بن کر دیدار الٰہی سے مشرف ہو جائے)

نہم :- کلید (کل اسم اللہ ذات کا تعرف رکھتا ہو۔)

دہم :- کلید یہ کہ حاضرات اسم اللہ ذات سے عبودیت اور توحید میں (کامل ہو جائے) اور ذاکر (ذکر) سے جامع جمعیت کلید کل التوحید حاصل کر لے اس قسم کے ذاکر اور تقلیدی (ذاکر) کی مجلس درست نہیں ہوتی۔

بیت

فکر سے جو ذکر ہے وہ کر دے حضور   بے حضوری ذکر کر دے حق سے دور

جان لو! کہ (اصل) ذکر اللہ (یہ ہے) کہ اسم اللہ ذات میں باسمّیٰ ہو کر (نور) توحید میں غرق ہو جائے۔ قلب گھر کی مانند ہے جس میں خطرات نجس دنیا دار (نفس) مثل کتا موجود ہے۔ فرشتہ پاک ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لَایدخل الملائکۃ فی بیت الکلب۔ جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔

اگر تو مرد ہے تو حضوری کو بھی چھوڑ دے اور غرق نور ہو جا۔ جو کوئی عارف فقیر

اللہ تعالیٰ کو پا لیتا ہے۔ وہ لوگوں کی نظر میں زشت ہو جاتا ہے لیکن وہ خالق کے نزدیک اہل بہشت اور لائق دیدار ہوتا ہے۔

قال علیہ السلام۔ من مدح لاخیہ المسلم وجہ فکانما لہٗ لامسکین۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ خسوہ فی وجوہ للمداحین التراب۔

اگر کوئی چاہتا ہے کہ کسی   وقت کسی حال سلامتی سے باہر نہ نکلے۔ ہمیشہ اس کا (باطن) روشن اور تاباں تر رہے۔ وہ کبھی سلب نہ ہو۔ اُسے دوام لازوال ذکر قرب اللہ کے مشاہدہ۔ وصال معرفت سے۔ وجود محمود حاصل ہو جاتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ ہمیشہ تصور اسم اللہ ذات کیا کرے۔ کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ تصور اسم اللہ ذات میں مستغرق رہتے تھے۔

اگر کسی طالب کے وجود میں اسم اللہ ذات سکونت و قرار نہ پکڑے تو اس کا کیا علاج ہے؟ اُسے چاہیئے کہ شب و روز تفکر سے دل یا سینہ یا دماغ یا اپنی دونوں آنکھوں پر (اسم اللہ ذات) کی مشق مرقوم کیا کرے۔ جس سے چند روز میں اسم اللہ ذات اس کے ہفت اندام تمام وجود کو اپنی قید و قبضہ میں لے آئیگا۔ حتیٰ کہ سرتاقدم تجلیات نور ذات (کا جلوہ ہونے لگے گا) معرفت میں وہ نظر اللہ میں منظور اور ہر وقت مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف حضوری ہو جائے گا۔ اس کے جملہ مطالب (مشکلیں) آسان ہو جائیں گی اور نظر آنے لگیں گی۔

اسم اللہ ذات کی مشق (وجودیہ) حسب ذیل درجات تک پہنچا دے گی۔ تصور تاثیر۔ وحدت۔ رویت۔ ربوبیت۔ حقیقت اور ھُویت۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک مرتبہ نور اللہ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ فی ذات (نور) ہی ہے صاحب تصور اسم اللہ ذات نور کے سرتاقدم اس کے ہفت اندام مطلق نور ہو جاتے ہیں اور ہر

یک عضو سے اس نور کا ظہور بھی ہونے لگتا ہے اور اس نور سے مشاہدہ کھل جاتا ہے۔ ذات اللہ کی معرفت (نصیب ہو جاتی ہے۔ قرب حضور سے وجود مغفور ہو جاتا ہے اب اس کا ذکر مذکور نور، سخن گویائی نور چشم بینائی نور، کانوں کی شنوائی نور، مجاہدہ اور مشاہدہ نور، نماز روزہ نور، کلمہ و حج نور، زکوٰۃ نور، قبض و بسط نور، سکر و صحو نور وصال فراق نور، پاس انفاس سے دم نور، نفس قلب روح نور، ہڈیاں مغز گوشت پوست رگ ناخن ریم اور وجود کا ہر بال نور، ورد وظائف تلاوت (قرآن) اور ہر علم علوم کا پڑھنا نور، حیی و قیوم کی عبادت نور، کھانا و پینا نور، خواب و بیداری نور، مستی و ہشیاری نور، مراقبہ۔ مکاشفہ۔ مجادلہ محاربہ نور، جمعیت جان نور، حیات و ممات تمام نور قبر خاک نور ہو جاتی ہے۔ اگر اس قسم کا صاحب تصور اسم اللہ ذات نور اور اگر دوزخ کی آگ میں داخل ہو جائے۔ تو نور توحید اسم اللہ ذات کی گرمی سے دوزخ کی آگ بود سے نابود ہو جائے گی اور اس کی خاک ریشم اور روئی کے بستر سے بھی نرم تر ہو جائے گی اسم اللہ ذات نور کے غلبہ سے دوزخ کی آگ (سلامتی کی حد تک) ٹھنڈی ہو جائے گی جس سے دوزخیوں کو راحت نصیب ہو گی اور وہ (سکون سے) سو جائیں گے۔ صاحب تصور اسم اللہ ذات نور کا مرتبہ موت کے بعد یوم قیامت کو ہی معلوم ہو گا۔ جب صاحب تصور اسم اللہ ذات نور بہشت میں داخل ہو گا تو اس نور کی چمک (شان) سے حور و قصور شرمندہ اور شرمسار ہو جائیں گے۔ صاحب تصور اسم اللہ ذات نور کو نور دیدار یعنی ان دونوں نوروں کے اوپر ایک تجلی نور ظاہر ہو جاتا ہے۔ جس سے اُسے جمعیت کل حاصل ہو کر حضوری مراتب نصیب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اُسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے نور بقاء، نور لقاء مع اللہ۔ نور النور یکتا کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے اور اسی کے نور کی مثال ایسے ہے ...... الخ۔ یہ آیت ایسے ہی لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے

سورہ نور ۱۸ - ۳۵

کامل مرشد پہلے ہی روز طالب صادق کو ابتداء و انتہا کے (متذکرہ مراتب) بخش دیتا ہے

صاحب قلب فقیر کی ابتداء و انتہا کیا ہے؟

جب وہ خاموش ہوتا ہے تو اس کے دل میں قلبی ذکر سے جوش و خروش ہوتا ہے، جب وہ خواب یا خلوت میں ہوتا ہے دیدار پروردگار سے مشرف ہوتا ہے اور بیداری میں نفسانی خواہشات کو ترک کر کے ان سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا خاتمہ بالخیر پر ہوتا ہے۔ اور اس کی بھوک (حصول) برکات کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اس کا ذکر فی اللہ ذات میں (استغراق) ہے۔ اس کا سننا مع اللہ الہام ہوتا ہے۔ اس کی نظر معرفت تمام پر ہوتی ہے۔

جان لو کہ ذکر کی چار اقسام ہیں۔

(۱) ذکر زوال (۲) ذکر کمال (۳) ذکر وصال (۴) ذکر احوال

تمام شد ترجمہ رسالہ قرب التوحید

فقیر الطاف حسین قادری سروری سلطانی

الملقب آخری عہد کا خلیفہ سلطانی

عزیز کالونی ونڈالہ روڈ

شاہدرہ

شرح قرب التوحید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

قرآن مجید "الکتب" ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کے کوئی گنجائش نہیں

علم الکتاب سے مراد تصرفات کا علم ہے جس کے مضامین پر اخلاص سے عمل کرکے دین و دنیا میں ہر قسم کی فلاح اور کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔

الکتب کے ایک عالم نے چشم زدن میں ملکہ سبا کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پیش کر دیا۔

رسول علیہ الصلوٰت والسلام بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ کو چار قسم کے علوم کی تعلیم دیا کرتے۔

یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ — علم تلاوت قرآن مجید کی تعلیم ان کا تزکیہ

وَیُزَکِّیْهِمْ — نفسی کرکے ان کو پاک کر دیتے۔

وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ — انکو علم الکتاب تصرفات کا علم تعلیم

وَالْحِکْمَةَ ط [1] — فرماتے اور تشکیل کردار کے لیے ان کو حکمت و دانائی ادب آداب کی تعلیم دیتے

الکتب کے علم و تصرف کی قوت سے ہی حضرت عمر فاروق رضی نے اپنے فوجی کمانڈر ساریہ رضی کو تین سو میل دور میدان جنگ میں "یاساریہ الی الجبل" کا حکم دے دیا اور ساریہ رضی نے آپ کی آواز سن کر اپنی پوزیشن تبدیل کرکے معقب سے حملہ آور ہونے والے لشکر کو شکست دے دی۔

[1] آل عمران ۴ - ۱۶۴

"وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی"[1] یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر میں ایک مٹھی بھر ریت آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی جو ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچ گئی اور اس کی آنکھوں کو جلا دیا۔ "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ"[2] اور انکے ہاتھ کے اوپر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے میں بھی اسی تصرف کی طرف اشارہ ہے۔

علم الکتاب پر عمل اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و غلامی نے ہی صدیق اکبر رضی، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اور علی المرتضیٰ رضی جیسے لوگ پیدا کیے۔ حضرت خالد رضی کو سیف اللہ اور حضرت علی رضی کو شیر خدا بنا دیا اور عرب کے ریگستان کے بدوؤں کے ذریعے دنیا کی مہذب کہلانے والی حکومتوں ایران و روم کو نیست و نابود کرکے ایک نئے معاشرے کی بنیاد رکھی۔ لیکن اس علم کتاب کو وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو پاک و طاہر ہوں۔ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ[3] اور اس کو نہیں چھو سکتے سوائے طاہر لوگوں کے۔

قرآن مجید کتاب الہدایت اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہدایت ہیں۔ قرآن مجید ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے۔ قرآن مجید سے بہت سے لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں اور بہت سے لوگ گمراہ بھی ہو جاتے ہیں مگر گمراہ صرف فاسق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی ہدایت کے لئے "ہادی" ہدایت دینے والے بھیجے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔ لکل قوم ہاد۔ منکرین کا دل اس بنجر زمین کی مانند ہوتا ہے جس میں نہ کوئی بیج اگتا ہے نہ کوئی کونپل پھوٹتی ہے۔ جب کہ اہل ایمان کا دل اس زرخیز زمین کی طرح ہوتا ہے جس میں جب کلمہ طیب کا بیج بو یا جاتا ہے تو ایمان کی کونپل پیدا ہو کر یقین کا ایک تناور درخت بن جاتا ہے۔ جسے حوادث دنیا ہلا نہیں سکتے

جب کوئی شخص کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہے تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور اسے مسلمان کہتے ہیں۔ کلمہ طیب پڑھ کر اہل ایمان ہونے کے دو ظاہری گواہ ہیں۔ ایک گواہ کلمہ طیب کا زبانی اقرار ہے۔ "اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ"

[1] الانفال ۹-۱۷ [2] الفتح ۲۶-۱۰ [3] واقعہ ۲۷-۷۹

دوسرا گواہ تصدیق قلبی ہے۔ "وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ" اسی طرح کلمہ طیب کی تصدیق کے تین باطنی گواہ ہیں۔

اول یہ کہ لَآ اِلٰہَ کو نفی کی کنہ سے اختیار کرکے ظاہر میں ہر قسم کے باطل معبودوں سے منہ موڑ کر ایک اللہ کا ہو جائے اور باطن میں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرنے سے پہلے مر جاؤ کا مقام حاصل کرکے جملہ مراتب ممات کو دنیاوی زندگی میں ہی طے کرلے

دوم یہ کہ اِلَّا اللّٰہُ کو اثبات کی کنہ سے اختیار کرکے استغراق مع اللہ سے پیوست ہو جائے ظاہر سر بسجود باطن حضور رب معبود اور اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر مذکور سے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں جواب باصواب سے سرفراز ہو جائے۔

سوم یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اپنا محبوب بنا لے۔ قولہ تعالےٰ:
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ[1]۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کی محبت کے دعویٰ دار ہو تو میری (غیر مشروط) اتباع (محبت و غلامی) اختیار کرلو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اے عمرؓ جب تک کوئی اہل ایمان مجھے اپنی جان مال اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ بنالے اس کا ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کے نتیجہ میں وہ جذبہ پیدا ہوتا ہے جس سے غزوۂ بدر میں معاذ و معوذ دو انصاری کمسن بھائیوں نے ابوجہل جیسے قاہر و جابر قریشی سردار کو تہ تیغ کرکے واصل جہنم کر دیا۔ ان دونوں کا نعرہ یہ تھا کہ وہ ابوجہل کون ہے جو ہمارے پیارے رسول محمد مصطفےٰ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت سے قرآن مجید کی تعلیمات سے پورا فہم نہ رکھنے کے باوجود علم الدین غازی شہید جیسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو حضور پاک

[1] آل عمران ۳-۳۱

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی محبت میں ہمیشہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے رہیں گے لیکن افسوس اس زمانہ کے بعض جاہل عالم سُنت کو زندہ کرنے کے نام پر در پردہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے والہانہ محبت کے اس جذبہ کو ایک پالیسی کے تحت ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ صرف سنت پر عمل کرنا ہی کافی ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت معاذ اللہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ علامہ اقبال نے فرمایا:-

ع

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

دوسرے یہ کہ سنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا لے۔ قولہ تعالیٰ:-
لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ[2]۔ ہم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تمہارے لے بہترین نمونہ رکھ دیا ہے۔

لہٰذا چاہیئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اپنا عمل بنائے۔

تیسرے یہ کہ حضور اکرم محمد سرور کائنات سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس سے مشرف ہو جائے:-

زبانی اقرار اور تصدیق قلبی کے بعد گواہی یعنی شہادت کا مقام ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ (اکیلا) اپنی ذات میں یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ "عبدہٗ" اس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔

قرآن مجید میں عبدہٗ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے بطور خاص استعمال کیا گیا ہے۔ "عبدہٗ" یعنی وہ بندہ جو اللہ تعالےٰ کی عبودیت میں جملہ مخلوق سے زیادہ

[2] سورۃ احزاب ۲۱-۲۱

انتہا پر پہنچا ہوا ہو۔ فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ[1] اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ[2]

یاد رہے کہ گواہی بچشم دید ہوتی ہے۔ سنی سنائی گواہی قابل قبول نہیں ہوتی پس معلوم ہوا کہ حضوریٔ حق اور حضوریٔ محمد مصطفےٰ کے بغیر کوئی شخص کامل اہلِ ایمان نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید نے اہلِ ایمان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[3]" وہ غیب یعنی اللہ تعالےٰ کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ ایمان بھی رکھتے ہیں کہ اس نے فرشتوں، جنات، بنی آدم، حیوانات اور ہر قسم کی دوسری مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ انکا خالق اور رازق بھی وہی ہے وہ اپنی ذات کی طرح اپنی صفات میں بھی یکتا ہے۔ قولہٗ تعالےٰ: هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ[4]۔ اللہ تعالےٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی دوسرا الٰہ نہیں وہی ظاہر و غیب کا علم جاننے والا ہے وہ رحمٰن اور رحیم ہے اللہ تعالےٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ وہ ملک ہے قدوس ہے، سلام ہے، مومن ہے، مہیمن ہے عزیز اور کبریائی والا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ وہ خالق ہے باری ہے مصور ہے اور سب اچھے صفاتی نام اسی کے لئے ہیں زمین و آسمان کی ہر شے اسی کے نام کی تسبیح کرتی ہے وہ عزیز اور حکیم بھی ہے۔

"وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ[5]" اور وہ نماز کو قائم کرتے ہیں بعض صوفی بزرگ دائمی

[1] سورۃ بنی اسرائیل ۱۵-۱ [2] الزمر ۲۴-۳۶ [3] البقرہ ۱-۲ [4] حشر ۲۸-۲۲ تا ۲۴
[5] البقرہ ۱-۱-۳

ذکر کو ہی نماز قائم کرنا کہتے ہیں اور ظاہری نماز کی چنداں ضرورت خیال نہیں کرتے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظاہری نماز کے بغیر باطنی نماز اور باطنی نماز کے بغیر ظاہری نماز قبول نہیں ہوتی۔ سلطان العارفین کا فرمان ہے کہ ظاہری نماز اور ذکر دو پر ہیں جن سے فقیر روحانی پرواز کرتا ہے۔

نماز قائم کرنے کے بارے میں چند احادیث پر فکر کریں۔

الحدیث: جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو اپنے اللہ کو دیکھ۔ اگر تو نہیں دیکھ سکتا تو یہ خیال کر وہ ذات تجھے دیکھ رہی ہے اور یہ کم درجے کی نماز ہے۔

القرآن: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ[1] تم ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔

الحدیث: لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ: حضوریٔ قلب کے بغیر تو نماز ہی نہیں ہوتی۔

الحدیث: اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ نماز مومنین کی معراج ہے۔ اور یہ تو سب لوگ جانتے ہیں کہ معراج میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم دیدار الٰہی سے مشرف ہوتے اور اللہ تعالےٰ سے ہمکلام بھی ہوتے۔ فقیر کو بھی نماز میں جواب باصواب اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونا چاہیئے۔

غوث پاکؒ نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ تیرے نزدیک کونسی نماز پسندیدہ ہے۔ بارگاہ کبریا سے جواب آیا۔ یا غوث! میرے نزدیک پسندیدہ نماز وہ ہے جس میں میں ہی میں موجود ہوں اور نمازی اس سے غائب ہو۔

"وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ[2]" اور ہم نے انکو جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

"اے ایمان والو! خرچ کرو (اللہ کی راہ میں) ان چیزوں کو جو ہم نے تم کو دی ہیں

[1] طٰہٰ ۱۶-۱۴ [2] البقرہ ۱-۳

قبل اس کے کہ وہ دن آجاوے جس میں نہ تو کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی ہوگی اور نہ کوئی سفارش ہوگی"۔ پس جب یہ سب باتیں کسی نمازی میں جمع ہوجاتی ہیں تو اس کی نماز قائم ہوجاتی ہے۔

"اے ایمان والو! تم اپنے صدقات و خیرات کو احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر ضائع مت کرو وہ نہ ہی اس شخص کی مانند ہوجاؤ جو اپنا مال لوگوں کو دکھلاوے کی غرض سے خرچ کرتا ہے وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔"

اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی ناکارہ چیزوں کی طرف نیت نہ لے جایا کرو کہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ حالانکہ تم خود کبھی اس کے لینے والے نہیں۔ ہاں مگر چشم پوشی کر جاؤ تو دوسری بات ہے۔ اور جان لو کہ اللہ تعالےٰ کسی کے محتاج نہیں۔ تعریف کے لائق ہیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں "ماذا ینفقون" کہ وہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں؟ آپ فرما دیجئے "قل العفو" جو تمہاری ضرورت سے زائد ہے۔

جبکہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنا سارا مال راہ خدا میں صرف کر دیا اور اعلان کر دیا

؏ صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

"وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ"[1] اور وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا۔ سب سے پہلے یہ جان لینا چاہیئے کہ جب ہم کوئی کلام کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اس کے متعلق ایک خیال پیدا ہوتا ہے جس کی تحریک دماغ میں پیدا ہوتی ہے دماغ اس کے متعلق حکم دیتا ہے تو زبان پر بیان کی صورت الفاظ ظاہر ہوجاتے ہیں ــــ قولہٖ تعالیٰ "عَلَّمَہُ الْبَیَانَ"[2] ہم نے انسان کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ لیکن

[1] البقرہ ۱-۴ [2] سورۃ الرحمٰن ۲۷-۴

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کلام کی اس خاصیت سے پاک "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی"[1]۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواہش سے کلام نہ فرماتے تھے۔ "اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی"[2]۔ آپ کا کلام سوائے اس کے کہ وحی الٰہی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شاعرانہ تخیل کی پرواز بھی نہ تھی۔ قولہٖ تعالیٰ۔ "وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ"[3]۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کہنا نہیں سکھایا۔ اور شاعری تو آپ کے شایان شان بھی نہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہر حالت میں وحی الٰہی تھا جس کی دو صورتیں تھیں۔ ایک وحی خاص جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل امین لے کر نازل ہوتے۔ جو قرآن مجید کی صورت میں جمع ہوئی۔ دوسرے وہ الہامی کلام جو مقام بشریت میں آپ کی زبان مبارکہ پر جاری ہوتا۔ جو حدیث پاک کا حصہ بنا۔ علماء کے نزدیک ان ہر دو قسم کی وحی اور الہام کو وحی متلو اور وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

فقیر بھی جب استغراق فی اللہ میں مَعَ اللہ ہوتا ہو تو اُسے وحی کا مقام تو حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ وہ خواہش کے تابع کلام نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا کلام قرب اللہ اور حضوری سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ سلطان العارفین نے فرمایا۔

؏ آنچہ مے گویم نہ گویم از ہوا
در حضوری معرفت قرب از خدا

احادیث کا سب سے پہلا مجموعہ جو کتابی شکل میں مدون کیا گیا۔ موطا امام مالک ہے۔ حدیث کی دوسری مستند کتاب مسند احمد بن حنبلؒ کی ہے۔ علاوہ ازیں ۲۵۰ھ کے بعد وقتاً فوقتاً احادیث کی چھ کتابیں مختلف مرتبین نے مرتب کیں جنہیں صحاح ستہ یعنی حدیث کی چھ صحیح کتابیں کہا جاتا ہے حدیث کی یہ چھ کتابیں بخاری، مسلم، ترمذی ابن ماجہ، نسائی اور ابو داؤد ہیں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ ان چھ کتابوں میں موطا امام مالک

[1] سورۃ النجم ۲۷-۳ [2] النجم ۲۷-۴ [3] سورۃ یٰس ۲۳-۶۹

اور مسند احمد بن حنبلؒ کو شامل نہیں کیا گیا اور صحاح ستہ کو مرتب کرنے والوں میں سب غیر عرب ہیں کوئی ایک بھی عرب نہیں۔

علمائے حدیث اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ احادیث کے متعلق ایک زمانہ "فتنہ وضع حدیث" کا بھی گذر چکا ہے اور صحیح احادیث یعنی صحاح ستہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ ان احادیث کی کتابوں کے مرتبین نے نہایت عرق ریزی اور محنت سے کام لے کر صحیح احادیث کا انتخاب کیا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ امام بخاری، امام مسلم اور دیگر مرتبین نے از خود ہی ہزارہا احادیث کو اپنے اپنے مجموعہ ہائے احادیث سے نکال دیا ہے۔ فتنہ وضع حدیث کے زمانہ میں تین طرح کے لوگوں نے بے شمار احادیث جعلی طور پر گھڑی تھیں۔

۱۔ مخالفین اسلام یہود و نصاریٰ نے جعلی احادیث وضع کر کے مسلمانوں میں پھیلا دیں۔

۲۔ عہد فاروقی میں مسلمانوں نے ایران اور روم جیسے ملک فتح کر لئے اور لوگ کثرت سے اسلام قبول کرنے لگے۔ اس طرح ان نومسلموں نے اسرائیلی روایات کو بطور حدیث بیان کرنا شروع کر دیا۔

۳۔ فرقہ پرستوں نے اپنے اپنے گروہ کی بالادستی کے لئے احادیث کی ایک کثیر تعداد وضع کر لی۔

۴۔ صوفیاء نے بھی اپنے صوفیانہ مسلک کی تائید و حمایت کیلئے بہت سی احادیث وضع کر لیں۔ بلکہ اقوال بزرگان دین کو ہی غلط فہمی کی بناء پر بطور حدیث بیان کرنا شروع کر دیا۔

اگر موجودہ صحاح ستہ کا عمیق نگاہ سے مطالعہ کریں، تو بعض احادیث کا وہ معیار جو علمائے حدیث نے مقرر کیا ہے نظر نہیں آتا۔ اس لئے بعض جدید تعلیم یافتہ ریسرچ سکالرز اور منافق علماء نے احادیث سے مکمل طور پر انکار کر دیا ہے اور وہ اپنے

آپ کو اہل القرآن کہلاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن تو صاحب قرآن کی زبان مبارک سے ادا ہوا ہے۔ اور اس حیثیت سے وہ حدیث مبارک بھی ہے۔ بہر حال فہم القرآن اور جملہ اعمال میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی افادیت سے کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا انسان انکار نہیں کر سکتا۔ اور ہمارے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ ہمارے سامنے ہمارے پیارے رسول کی ایک ایک بات ایک ایک عمل موجود ہے اور یہ بات کسی بھی دوسرے شخص کو خواہ وہ نبی ہو یا ولی یا بادشاہ وقت حاصل نہیں۔ احادیث کی صحت کو جانچنے اور لعل و جواہرات کے ساتھ ملے ہوئے پتھروں کو علیحدہ کرنے کیلئے علمائے حدیث نے جو اصول وضع ہوئے ہیں۔ وہ اپنی جگہ نہایت صحیح اور درست ہیں۔ علمائے حدیث نے اسماء الرجال سے ثقہ راوی کے متعلق بڑی چھان بین کی لیکن پھر بھی اگر کوئی دھوکہ باز خائن شخص اپنے سے کچھ عرصہ پہلے ثقہ راوی کے منہ میں اپنا کلام ڈال دے اور اسے حدیث کا نام دے دے تو ایسے حالات میں صحیح اور غلط کا اندازہ لگانے میں بڑی مشکل پیش آئے گی۔ علمائے حدیث نے صحیح حسن اور غریب احادیث کی نشاندہی کر کے قاری کو ایک بڑی مشکل سے نجات دے دی ہے۔ بہر حال حدیث کے مطالعہ میں مندرجہ ذیل اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

۱۔ حدیث قرآن مجید کی تائید یا شرح کرتی ہو۔

۲۔ حدیث قرآن مجید کے نفس مضمون کے خلاف یا اس کی آیات سے متصادم نہ ہو۔

۳۔ حدیث کا راوی ثقہ ہو۔

۴۔ حدیث فصاحت و بلاغت اور اخلاق حسنہ کے خلاف نہ ہو۔

۵۔ حدیث کے احکام پر جملہ امت کا اجماع ہو۔

۶۔ حدیث کسی فرقہ کے حق میں اور دوسرے فرقہ کے خلاف نہ ہو۔

۷۔ حدیث مسلمانوں کے اجتماعی مفادات اور نظریۂ اسلام کو نقصان پہنچانے والی نہ ہو۔
اس طرح کی جانچ پڑتال کرنا علمائے حدیث کا کام ہے جنہوں نے باقاعدہ کسی اُستاد سے
حدیث کی تعلیم حاصل کی ہو۔ ہر کسی و ناکس کو احادیث پر اعتراض اور ان پر جرح و تعدیل
کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

"وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ"[1] اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا ہے۔ اُس
پر بھی ایمان لے آتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نزول قرآن مجید سے قبل تین کتابیں زبور حضرت
داود علیہ السلام پر۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ
علیہ السلام پر نازل ہوئیں۔ جن کو موجودہ زمانے میں عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید
کے نام سے ایک ہی کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے اور اس میں دوسرے انبیاء علیہ
السلام حضرت ابراہیم، حضرت دانیال علیہ السلام کے صحائف کو بھی شامل کر دیا گیا
ہے۔ یہ کتابیں عبرانی اور سریانی زبان میں نازل ہوئیں۔ اصل کتابیں زمانے کے ہاتھوں
مٹ چکی ہیں۔ صرف تراجم موجود ہیں اور ان میں بھی بڑی تحریف و تبدل کیا گیا ہے مضامین
کے لحاظ سے خواہشات کا بھی ذکر ہے۔ کہ معاذ اللہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم جب
عذاب الٰہی سے تباہ و برباد کر دی گئی۔ تو نسل انسانی کی بقاء کے لئے لوط علیہ السلام کی
دو بیٹیوں نے آپ کو شراب پلا کر ان سے قرب حاصل کیا۔ مَعَاذَ اللہ۔ ثُمَّ مَعَاذَ اللہ
اسی طرح کی دوسری بہت سی خرافات بھی موجود ہیں۔ حتیٰ کہ موسیٰ علیہ پر نازل ہونے والی
کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کی قبر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ "کہ وہ میں
فوت ہوئے۔ اور وہیں دفن کئے گئے"۔ انجیل جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اس کے
چار صد کے قریب مختلف مرتب کرنے والے لوگ تھے۔ ہر کتاب دوسری کتاب سے
مضامین کے لحاظ سے مختلف تھی۔ حتیٰ کہ عیسائی پادریوں کی ایک کونسل نے پوپ پال روم

[1] سورۃ البقرہ ۱-۴

کی سربراہی میں اٹھارویں صدی کے اواخر میں ایک اجلاس منعقد کیا۔ جس میں یہ طے پایا کہ
سب کتابوں کو ایک میز پر رکھ کر کمرے کو تالا لگا دیا جائے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام سے
استمداد کیا جائے۔ جو کتاب میز پر موجود رہ جائے اُسے صحیح تسلیم کر لیا جائے چنانچہ ایسا
ہی کیا گیا۔ صبح کمرے کا دروازہ کھولنے پر معلوم ہوا کہ میز پر پانچ کتابیں موجود ہیں باقی سب
کی سب زمین پر گری پڑی ہیں۔ یہ کتابیں ① لوقا کی انجیل ② مرقس کی انجیل ③ یوحنا کی
انجیل ④ پطرس کی انجیل ⑤ برنباس کی انجیل کے نام سے مشہور ہیں۔ مؤخر الذکر
برنباس کی انجیل میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اہلبیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم
کی شان بیان کی گئی ہے۔ اس لئے اس کو ترک کر دیا گیا۔ انجیل کی کتابوں میں پولوس رسول
کے خطوط شامل کر لئے گئے۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مان لیا گیا۔
نظریہ تثلیث باپ بیٹا روح القدس پر ایمان لانے کو مذہب کی بنیاد قرار دیا گیا۔ یہ عقیدہ
بھی ایمان کا جز قرار دیا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیا گیا۔ بیٹے نے اپنی جان قربان
کر کے ہر گنہگار عیسائی کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔ اب جس کا جو جی چاہے کرتا پھرے
اس طرح روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو کر اپنے نیک و بد اعمال کی جوابدہی
کی کوئی ضرورت اور گنجائش باقی نہ رہی۔ "وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ"[1] قرآن مجید میں
اہل ایمان کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ یوم آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں اور
انہیں معلوم ہے کہ یہ دنیا محض لھو و لعب کیلئے پیدا نہیں کی گئی۔ یہ دنیا تو ایک امتحان
گاہ ہے۔ جس میں کئے گئے ہر عمل کا ایک روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حساب
دینا ہوگا۔ جس میں ہمیں بہت کچھ عطا کیا ہے وہ ہم سے ایک ایک رتی۔ ایک ایک لمحہ ایک
ایک بات۔ ایک ایک عمل کا حساب لے گا۔ اور اسی کے مطابق جزا و سزا دے گا اُس
کے مقرر کردہ فرشتے ہماری ہر بات ہمارے ہر عمل اور ہماری ہر نیت کا ریکارڈ مرتب کر
رہے ہیں۔ اور اس کی فلم بنا رہے ہیں اُس روز گناہ گاروں کی کیسی بری حالت ہوگی جب

[1] سورۃ البقرہ ۱-۴

ان کی زبان بند کردی جائے گی اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ [1]

قولہ تعالیٰ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ [1] اپنے رب کی عبادت کر حتیٰ کہ تو یقین کے مراتب، حاصل کرلے۔

یقین کے پانچ مقامات ہیں۔

(۱) علم الیقین

(۲) عین الیقین

(۳) حق الیقین

(۴) مراۃ الیقین

(۵) فتح الیقین

(۱) علم الیقین۔ علم کی تو بہت سی اقسام ہیں لیکن ان علوم کو دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ (۱) دنیاوی علوم (۲) دینی علوم

دینی علوم کو مزید دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) فقہی علوم

(۲) ترکیبی علوم

ہمارا اس وقت کا موضوع راہ فقر میں "تحقیقات حق" ہے جس سے علم الیقین حاصل ہوتا ہے وہ علوم حسب ذیل ہیں۔

علم تفسیر قرآن مجید۔ علم تاثیر۔ علم روشن ضمیر۔ علم ناظر نظیر۔ علم بر نفس امیر علم فنا فی اللہ فقیر علم کیمیا و اکسیر۔ علم دعوت تکسیر۔ علم تمام عالم گیر۔ علم ذکر لازوال علم فکر فنائے نفس۔ علم وصال علم معرفت لازوال۔ علم صحبت احوال۔ علم طلب یار۔ علم مشرف دیدار۔ علم ورد وظائف علم مراقبہ۔ علم مکاشفہ۔ علم مجادلہ۔ علم محاربہ۔ علم محاسبہ۔ علم مذکور۔ علم الہام۔ علم زہد۔ علم حضور علم مجاہدہ۔ علم مشاہدہ۔ علم قرب۔ علم قدس علم تمثیل۔ علم وہم۔ علم دلیل۔ علم عیاں۔ علم تصور۔

ترجمہ سورۃ یٰسین

[1] سورۃ الحجر ۱۴-۹۹

علم تصرف۔ علم تفکر۔ علم توجہ۔ علم استغراق۔ علم کلید۔ علم قفل علم جامع۔ علم جمعیت۔ علم فنا۔ علم بقا۔ علم خلاف نفس۔ علم صدیق قلب۔ علم توفیق روح۔ علم تخفیص سر علم اعتقاد علم اتحاد علم یقین۔ علم تعلیم۔ علم تلقین۔ علم ہدایت۔ علم غنایت۔ علم ولایت۔ علم لانہایت۔ علم تجرید۔ علم تفرید۔ علم فیض۔ علم عطا۔ یہ سب علم و علوم اور علم حیی و قیوم۔ اور رسم و رسوم کے سب علم "حق و باطل" کی تحقیقات کے لئے ہیں۔ (امیر الکونین ص۱۸۱)

2۔ عین الیقین۔ جس طرح ظاہری آنکھوں سے دیکھ کر ہمیں یقین کی ایک کیفیت حاصل ہوجاتی ہے۔ اس طرح باطن میں دل کی آنکھوں سے شعلہ انوار سے مشرف ہو کر عین الیقین کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ [1] تم جس طرف بھی رُخ کرتے ہو پس اُسی طرف اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھتے ہو۔ قولہ تعالیٰ وہ تمہارے نفس کے اندر موجود ہے۔ تم اُسے دیکھتے کیوں نہیں؟

سلطان العارفین فرماتے ہیں۔ کہ اپنے جسم پر شریعت کا لباس پہن کر شریعت کی راہ میں کوشش کرتا رہ اور شریعت کے احکام پر بھی عمل اختیار کر۔ اور جو کچھ بھی غیر شرع بدعت ہے اس کو چھوڑ دے۔ اس کے بعد راہ فقر میں قدم دھر اور اپنا رُخ دیدار الٰہی اور معرفت اللہ کی طرف کر لے۔ جاننا چاہیئے کہ راہ سلوک کا ہر علم۔ ہر عبادت اور ہر ثواب بے حجاب اللہ ہونے اور معرفت دیدار کے لئے ہے۔

جاننا چاہیئے کہ علم کے عالم تو بہت سے ہیں۔ لیکن ان ہزار عالموں میں سے کوئی ایک عالم ہی ہوگا۔ جو علم پڑھ کر دیدار سے مشرف بھی ہوگیا ہو۔

دیدار کی راہ تصور اسم اللہ ذات میں ہے اس کا گواہ حاضرات کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے اور اس راہ کا رفیق حضوری سے مشرف دیدار سے آگاہ باتوفیق کامل مرشد ہے۔

دیدار تجلی انوار کی صورت میں ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ [2]

[1] البقرہ ۱-۱۱۵ [2] الاعراف ۹-۱۴۳

پس جب تیرے رب نے (کوہِ طور) پر تجلی فرمائی۔

پس جو فقیر تصور اسم اللہ کی مشق کرتا ہے۔ تو اس میں سے شعلۂ انوار متجلی ہو جاتا ہے جس میں صاحبِ تصور کے حواسِ خمسہ گم ہو جاتے ہیں۔ اور فقیر لامکان میں مشرفِ دیدار ہو جاتا ہے۔ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "احبس حواسک یا علی" اے علی حبس حواس کر لے۔ معلوم ہوا کہ انوارِ ذات میں (حبس حواس) سے گم ہونے اور مشرفِ انوار ہونے کو ہی دیدار کہتے ہیں۔ اس ذات کے انوار بے مثل بے مثال ہیں کیونکہ وہ مطلق معرفت نور اللہ وصال ہیں۔

سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں کہ میں علم دیدار کا عالم ہوں۔ ہر طرف نور (حضور) سے مشرف ہوتا ہوں۔ علم دیدار کے بغیر کسی دوسرے علم ذکر، فکر، مراقبہ کو نہ تو جانتا ہوں اور نہ ہی اسے کرتا ہوں۔ کیونکہ جملہ علوم دیدار اللہ کے لئے ہی کیے جاتے ہیں اور وہ مجھے پہلے ہی حاصل ہے۔ جس جگہ دیدار ہے وہاں نہ صبح ہے نہ شام۔ نہ منزل ہے نہ مقام وہ لاھوت لامکان میں بے مثل بے مثال ذات کی معرفت وصال ہے جس میں اسم اللہ ذات اور اس کے حروف کے درمیان سے تجلیات انوار کا ظہور ہوتا ہے اور انہی انوار میں لقاء دیدار نصیب ہو جاتا ہے اور یہ مراتب موتوا قبل ان تموتوا ہونے پر حاصل ہوتے ہیں۔

بعض مردود اہلِ بدعت عکس معکوس، حسن سرود، بخط و خال کو دیدار کہتے ہیں۔ وہ جھوٹے اور مراتب زوال میں بے جمعیت پریشان حال رہتے ہیں۔ مخلوق کو غیر مخلوق سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ کرسی لوح و قلم تا تحت الثریٰ سب مقامات ہیں۔ بہشت بھی مقام ہے کسی مقام پر خدا تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونے کی تشبیہ دینا کسی طرح جائز اور روا نہیں

جو کوئی کسی مقام پر دیدار سے مشرف ہونے کا دعوٰی کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

جو کوئی دیدار انوار سے مشرف ہو جاتا ہے وہ اس کی مثل بیان نہیں کر سکتا اور اس وقت وہ جو کلام مع اللہ دور مدور پڑھتا ہے۔ وہ اسکو قیامت تک نہیں بھولتا۔ (اور ہمیشہ کے لئے اس کو کافی ہو جاتا ہے۔

حضوری حق دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کا پہلا سبق یہ ہے کہ :-

تصور اسم اللہ

ضرب الا اللہ

توجہ باطنی سے گم ہو کر حضوری حق دیدار الٰہی سے مشرف ہو جائے۔

حق الیقین :- "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ"[1] ارشاد باری تعالےٰ ہے میں تمہارے ساتھ ہوں جہاں کہیں تم ہو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و نبی مرسل" میرا اللہ تعالےٰ کے ساتھ "مع اللہ" کا ایسا مقام ہے جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ دخل دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی مرسل نبی۔ یہ مقام تصور اسم اللہ کے ساتھ وہم وحدانیت کی مشق کر کے باخدا ہوں۔ نہ خدا نہ خدا سے جدا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ مقام لا تحزن ہے۔ جس میں ہر قسم کا حزن و غم ختم ہو جاتا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں صدیق اکبرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا"[2] حزن مت کریں ہم باخدا ہیں۔

حق الیقین کی بھی دو راہیں ہیں۔

ایک انانیت کی راہ جیسا کہ منصور نے انا الحق کہا جو کہ خام نعرہ ہے۔

ایک محبوبیت کی راہ جیسا کہ سلطان العارفینؒ نے من الحق با لحق حق باھُو کہا۔ اس طرح شریعت کی حدود کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔

[1] الحدید ۲۷-۳ [2] التوبہ ۱۰-۳۹

حق الیقین : یہ باخدا ۔ مع اللہ ۔ استغراق فی اللہ کا مقام ہے ۔ قولہ تعالیٰ : وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ [1] میں تمہارے ساتھ ہوں جہاں کہیں تم ہو ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل کہ میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ تو مقرب فرشتہ دخل دے سکتا ہے اور نہ ہی نبی مرسل ۔ مع اللہ کی اس حالت میں صاحب حق الیقین سے ہر قسم کا غم اور حزن ختم ہو جاتا ہے ۔ جیسا کہ غار ثور میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا : لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا [2] حزن مت کیجئے ہم باخدا ہیں ۔

صوفیاء کرام مع اللہ کے اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے وہم وحدانیت کا مراقبہ کیا کرتے ہیں جس کے دو طریقے ہیں :

ایک طریقہ وحدت الوجود کا ہے جس میں یہ تصور پختہ کیا جاتا ہے کہ میں موجود نہیں بلکہ خدا خود ہی موجود ہے ۔ اس تصور کی کثرت سے اثر پذیر ہو کر اپنے حال میں " انانیت " کے نعرے بلند کرتے ہیں ۔ جیسا کہ منصور نے انا الحق کا نعرہ بلند کیا ۔ اس قسم کا نعرہ سراسر خلاف شریعت ہے ۔ اسی لئے ایسے صوفیا کو سردار کھینچا گیا ۔ سرمد کو بھی اورنگزیب عالمگیر کے زمانہ میں " انی انا اللہ " کہنے پر علماء کے فتویٰ سے قتل کر دیا گیا ۔

سلطان العارفین کے نظریہ وحدت المقصود میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ میں باخدا ہوں نہ خدا نہ خدا سے جدا ۔ مع اللہ ہوں جس کی کثرت سے وجود میں " من الحق بالحق " ، حق باھو کا نعرہ جو عین شریعت کے مطابق ہے پیدا ہوتا ہے یہ محبوبیت کا مقام ہے ۔ اور یہ خاص سلطان العارفین کا نعرہ ہے ۔ دوسرے فقراء کو " حق لی " " مع ھو " وغیرہ کے نعرہائے وحدت سے سرفراز کیا جاتا ہے ۔

ؔ فرشتے کو گرچہ حاصل ہے قرب درگاہ
لیکن اُسے حاصل نہیں مقام لی مع اللہ

[1] الحدید ۲-۳ [2] سورۃ التوبہ ۱۰-۳۹

مرآۃ الیقین : ۔ یہ قلبی وجود ہے یہ آئینہ یقین ہے یہ قلب ہی مرآۃ الرب ہے ۔ الحدیث ۔ قلب الانسان مرآۃ الرحمان ۔ القلب مرآۃ الرب ۔ القلب عرش الرحمان ۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا میں کسی جگہ نہیں سماتا سوائے قلب عبد مومن کے ۔ قلب کے آئینہ میں ہی نور ربوبیت کا دیدار کیا جاتا ہے ۔ الحدیث ۔ رأیت ربی فی قلبی میں نے اپنے قلب میں اپنے رب (کے نور کا) دیدار کیا ۔

ہمارے علم کا ذریعہ حواس خمسہ ہیں ۔ عقل کا مرکز دماغ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کا ذریعہ قلب ہے اور قلب کتنی اقسام کے ہیں ۔

مہر یافتہ قلب : یہ کافروں کے قلوب ہیں جن پر کافروں کی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے ۔ اور ان کے قلوب میں قبولِ حق کی صلاحیت باقی نہیں رہی قولہ تعالیٰ : ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔ [1] انکے قلوب پر مہر لگا دی گئی ہے اور انکی آنکھوں اور انکے کانوں پر پردے ہیں ۔ ان کے لئے عذاب عظیم ہے ۔ آپ انکو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے ۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا وہ حیوان ہیں ۔ بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر ۔ مزید ارشاد ہوا ، وہ گونگے بہرے اور اندھے ہیں وہ آنکھیں رکھتے ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں وہ کان رکھتے ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں ۔ وہ زبان رکھتے ہیں لیکن اس سے حق بات نہیں کہہ سکتے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار اے صاحب بصیرت لوگو ان سے عبرت حاصل کرو ۔

قرآن مجید میں کافروں ، یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی رکھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ جس قسم کے لوگوں سے مجلس کی جاتی ہے اسی قسم کے اثرات وجود میں پیدا ہو جاتے ہیں ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سات قسم کے لوگوں سے مجلس اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں سات قسم کے وصف پیدا کر دیتا ہے ۔

[1] سورۃ البقرہ ۱-۶-۷

- جس نے امراء کی مجلس اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حرص پیدا کر دیتے ہیں۔
- جس نے فقراء کی مجلس اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں رضا پیدا کر دی۔
- جس نے نوجوان لونڈوں کی مجلس اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے دل میں لہو و لعب پیدا کر دیتے ہیں۔
- جس نے عورتوں کی مجلس اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں جہالت اور شہوت پیدا کر دی۔
- جس نے صالحین کی صحبت اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے دل میں بندگی کا شوق پیدا کر دیتا ہے۔
- جس نے علماء کی صحبت اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ورع اور تقویٰ پیدا کر دیتے ہیں۔
- جس نے عشاق کے ساتھ مجلس اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے دل میں گناہ پیدا کر دیتے ہیں جس سے وہ توبہ کو بھلا دیتا ہے۔

بیمار قلوب : یہ منافقوں کے قلوب ہیں جو شک، تذبذب اور دورنگی کا شکار ہیں۔ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور جب کافروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو اہل ایمان سے مذاق کرتے ہیں۔ ان منافقوں کی پہچان یہ ہے کہ انکا کوئی عمل اخلاص پر مبنی نہیں ہوتا۔

۱۔ نماز پڑھتے ہیں تو کسلمندی سے۔
۲۔ کچھ خرچ کرتے ہیں تو لوگوں کو دکھاوے کے لئے۔
۳۔ جب انکو جہاد کے لئے کوئی حکم سنایا جائے تو خوف سے انکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں (وہ جہاد کو تبلیغ کا حصہ نہیں مانتے)
۴۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر

اپنے گناہوں کی معافی مانگیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انکی معافی کی دعا مانگیں اور غفور الرحیم انکو معاف کر دے تو وہ منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

۵۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن اتباع رسول یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مشروط غلامی اور محبت اختیار نہیں کرتے۔
۶۔ وہ درود پڑھتے ہیں لیکن سلام نہیں پڑھتے حالانکہ درود و سلام دونوں کا حکم ہے۔
۷۔ وہ التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ یا نبی اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں تو پڑھتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات النبی نہیں مانتے۔ حالانکہ یہ واحد حاضر کا صیغہ ہے۔
۸۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو کرتے ہیں۔ اللہ ھو اللہ ھو۔ لیکن کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو افضل الذکر ہے اور جس ذکر میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کی کثرت سے گریز کرتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ[1] اور ہم نے آپ کا ذکر آپ کیلئے بلند کیا کو بھول جاتے ہیں
۹۔ وہ توحید کے نام پر مقام رسالت کو نظر انداز کرنے کے مجرم ہیں۔
۱۰۔ وہ مسجد ضرار کی طرز پر ایسی مسجدیں بناتے ہیں جن میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی ہے اور اپنے مخصوص مقاصد کی تبلیغ کی جاتی ہے۔
۱۱۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال جان اور اپنی اولاد سے زیادہ مجھ سے محبت نہیں کرتا اس کا ایمان ہی مکمل نہیں۔
۱۲۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر ادب ملحوظ رکھیں کہ کسی شخص کی آواز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے۔ ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمکو اس کا علم بھی نہ ہو گا۔

[1] سورۃ الانشراح ۳۰-۴

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات کسی کام کسی عمل میں سبقت نہ کریں۔

۱۴۔ منافقوں کے لئے عذابِ الیم ہے یعنی دردناک عذاب اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے تھے۔ حکمِ الٰہی ہوا۔ یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم آپؐ ان منافقوں کے لئے مغفرت کی دعا بھی نہ کیا کریں۔ اور نہ ہی ان کی قبر پہ دعا کے لئے کھڑے ہوں۔ انکے اعمال ایسے ہیں کہ تقاضائے عدل کے تحت انکو سخت سزا دیجائے گی۔ پس ایسے لوگوں کے لئے اگر ستر بار بھی آپ دعائے مغفرت کریں گے تو بھی ان کے حق میں مغفرت کی دعا قبول نہ کی جائے گی۔

مقفول قلوب : جو اہل ایمان قرآنِ مجید کے مضامین میں غور و فکر نہیں کرتے اور احکامات الٰہیہ کو نافذ نہیں کرتے، ایسے لوگوں کے قلوب کو قفل یافتہ قلوب کہا گیا ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمہارے قلوب اللہ کی بارگاہ میں جھک جائیں۔

مغلوفِ قلوب : یہودی یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے قلوب پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ ان پر کسی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کیسی جہالت ہے کہ ایک بُری خصلت کو ایک اچھا وصف سمجھے ہوئے ہیں۔

اہل ایمان کے قلوب بھی تین قسم کے ہیں۔

۱۔ قلبِ سلیم یعنی تسلیم : وہ قلب جو سلامتی میں داخل ہو چکا ہے۔

۲۔ قلبِ منیب : وہ قلب جو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف جھک گیا ہے۔

۳۔ قلبِ شہید : وہ قلب جو مشاہدات نورِ ربوبیت ذات دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونے کی شہادت دینے لگتا ہے۔

مخ الیقین : حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَة" کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ سلطان العارفینؒ نے کہا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس میں داخل ہو کر آپؐ سے دست بیعت ہونا راہ فقر میں مخ الیقین کہلاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا

کہ جس شخص نے ظاہری شریعت پر عمل کر کے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چل کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حضوری مجلس حاصل کی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست بیعت فرما کر تلقین و ارشاد سے مشرف کیا ہو اور یہ سب کچھ کھلی آنکھوں سے ہوا ہو، تو اسے ظاہری مرشد کی بیعت کی کیا ضرورت ہے؟ میری قال میرے حال کے موافق ہے۔ اسے مخ الیقین کہتے ہیں اور جسے چاہتا ہوں اسے دکھا بھی دیتا ہوں۔

جو کوئی کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے زبانی اقرار اور قلبی تصدیق سے اہل ایمان میں داخل ہو جاتا ہے تو اس میں تین قسم کے حقوق عائد ہو جاتے ہیں۔

۱۔ حقوق اللہ

۲۔ حقوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ حقوق العباد

حقوق اللہ

۱۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات میں یکتا ہونے کا پختہ عقیدہ رکھے

۲۔ یہ کہ کسی بھی شخص کو اس کا شریک نہ مانے کہ کسی نے زمین و آسمان کے بنانے میں یا اس پر حکم نافذ کرنے میں اس کے ساتھ شراکت نہیں کی۔ یہ سمجھنا کہ کوئی فرشتہ، نبی، ولی اس کا شریک ہے ظلم عظیم ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ہی خالق اور رازق مطلق ہے وہ زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے۔

۴۔ عبادت اور سجدہ ریزی اسی کی ذات کا حق ہے۔

۵۔ عبادت کے ساتھ ساتھ مدد مانگنا اسی کے ساتھ ہے۔ عبادت کے بغیر دنیاوی معاملات میں ایک دوسرے سے ہر قسم کی مدد مانگ سکتے ہیں۔ اور یہی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ[1] کا مقصود ہے۔

[1] سورۃ الفاتحۃ ۱-۴

۶۔ مصائب میں پکارنا صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہی جائز ہے۔

۷۔ کسی ولی اللہ یا نبی اللہ کو نبی یا ولی کہہ کر پکارنا شرک نہیں ہے۔ جیسا کہ اکابرین دیوبند بھی ایسا کرنے کو جائز جانتے ہیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے — اے حبیب کبریا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل — اے مرے مشکل کشاء فریاد ہے

(نالۂ امداد صـ۲۲)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو

تمہیں چھوڑ اب کدھر جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

بس اب چاہو ڈباؤ یا تیراؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو

بس اب قید عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں (گلزار معرفت صـ۲)

مدد کر اے کرم احمدی کے تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامیٔ کار

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ (قصائد قاسمی صـ۶)

یا شفیع العباد خذ بیدی — انت فی الاضطرار معتمدی

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری بھی دستگیری کیجئے آپ مشکلات میں میری آخری امیدگاہ ہیں۔ (نشر الطیب صـ۲۳۲)

حضرت سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

یا رسول اللہ انظر حالنا

یا حبیب اللہ اسمع قالنا

اننا فی بحر غم مغرق

خذ یدی سہل لنا اشکالنا

ترجمہ فقیر:

یا رسول اللہ مجھ پر نظر رحمت کیجئے — بے شبہ میں بحر غم میں غرق ہوں

یا حبیب اللہ میری عرض بھی سن لیجئے — ہاتھ میرا تھامئے حل مشکلیں کر دیجئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق

پہلا حق: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجنا۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرو۔ درود اور سلام کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ التحیات میں درود و سلام پڑھنے کا طریقہ تعلیم کیا گیا۔

درود ابراہیمی: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۝

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ ہم تیرے عاجز بندے تیرے محبوب نبی کے شایان شان درود مہیا کر تو نے ہمیں درود بھیجنے کا حکم دیا ہے قابل نہیں تھا اور تیرے فرشتے رسول عربی صلی اللہ کی ذات پر ہر وقت درود بھیج رہے ہیں یا اللہ ہمارا درود بھی اپنے درود میں شامل کر کے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے۔

درود ابراہیمی نماز میں پڑھا جاتا ہے جب دوسرے بے شمار درود پاک بھی بے حد و حساب برکات اور رحمتوں کے نزول کا باعث ہیں انکو بھی پڑھتے رہنا چاہیئے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص میرا نام سن کر مجھ پر درود نہیں بھیجتا وہ بخیل ہے۔

اور جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ اس کے دس گناہ معاف کر دیتے جاتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند کر دیتے جاتے ہیں۔

یہ بھی ارشاد ہوا کہ جس دعا کے اول آخر درود پاک نہ پڑھا جائے وہ دعا ہوا میں معلق ہو جاتی ہے اور اجابت کے درجہ کو نہیں پہنچتی۔

درود پاک رابطہ الی اللہ کا بہترین وسیلہ ہے۔ کیونکہ درود پاک کی ابتدا اَللّٰھُمَّ سے ہے۔ درود پاک حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے حصول کا ذریعہ بھی ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

سلام کا طریقہ یہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات النبی مان کر اور یہ یقین رکھ کر کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے سلام کو سن بھی رہے ہیں اور مجھے جو اب بھی دے رہے ہیں پڑھے؛

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ نمازی کہتا ہے یا نبی اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ ہم پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کے صالحین بندوں پر بھی۔

دوسرا حق : حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[1]۔ کہہ دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کے دعوے دار ہو تو میری اتباع کرو۔ (یعنی غیر مشروط محبت اور غلامی) اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔

؎ بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

[1] آل عمران ۳-۳۱

تیسرا حق : حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ یعنی سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرنا۔

قولہ تعالیٰ ؛ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[1] ط

ہم نے تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ رکھ دیا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ایک کمانڈر، ایک جج، ایک قانون دان، ایک ریفارمر ایک مبلغ، ایک عالم دین، ایک فقیر، ایک زاہد، ایک عابد، ایک ماہر معاشیات۔ ایک اخلاقی راہبر، ایک معاشرتی اصلاح کار، ایک باپ، ایک بھائی، ایک ہمسایہ، ایک محلہ دار ایک حاکم غرضیکہ ہر انسان کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپ کی تربیت سے ہی صدیق اکبرؓ عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ جیسے لوگ اخلاق کے اعلیٰ سانچوں میں ڈھل گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہمہ جہت ہمہ گیر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہے۔ بقول حضرت عائشہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے قرآن مجید میں ہیں۔ قرآن مجید کی ہر خوبی آپ کی ذات میں موجود ہے۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدق و صفا میں سب سے بڑھ کر ہیں۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت و فیاضی میں سب سے برتر ہیں۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصمت و پاکبازی میں نور سراسر ہیں۔
- دیانت و امانت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شیوہ ہے۔
- شرم و حیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فطری وصف ہے۔
- عدل و انصاف آپ کا طریقہ ہے۔
- آپ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحم سے متصف ہیں
- عہد کی پابندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول ہے۔
- احسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔
- عفو و درگذر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے۔

[1] سورۃ الاحزاب ۲۱-۲۱

- حلم و بردباری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہرِ وقار ہے۔
- تواضع و خاکساری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت کا اظہار ہے۔
- خوش کلامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گوہر تاب دار ہے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایثار روشنی کا مینار ہے۔

غرضیکہ خودداری، شجاعت اور بہادری، استقامت، حق گوئی، استغنا کونسی خوبی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جمع نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے سراج منیر ہیں، بشیر و نذیر ہیں، کافۃ للناس، رحمۃ للعالمین، بالمومنین رؤف الرحیم ہیں۔

- حضرت آدم علیہ السلام کا استغفار
- حضرت نوح علیہ السلام کا نوحہ اور تبلیغ
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید اور بت شکنی
- حضرت لوط علیہ السلام جیسا جنسی برائیوں کے خلاف جہاد
- حضرت داؤد علیہ السلام جیسی خلافتِ ارضی اور حمد و ثناء
- حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی شان و شوکت والی حکومت
- حضرت یوسف علیہ السلام جیسی عصمت و پاک بازی
- حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا جہاد اور ہم کلامی
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی محبت اور قم باذن اللہ کی قوت

اس طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرانِ عظام کی جملہ خوبیاں آپ کی ذات میں جمع ہیں۔

ع حسنِ یوسف دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آج کے دور کے بعض لوگ جب سنت کو زندہ کرنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ تو ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کی تو پیروی کی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت نہ کی جائے ان کا نظریہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ اللہ کا پیغام قرآن مجید ہم تک پہنچایا۔ آپ کی زندگی کا نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اب آپ کی ذات سے محبت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اور نہ ہی آپ کی ذات سے کسی استمداد کی ضرورت ہے۔

ہم سنت کو زندہ کرنے کے دعویدار ہیں۔ آئیے ہم جائزہ لیں کہ ہم نے کونسی سنت کو زندہ کیا ہے؟

الحمدللہ داڑھی مبارک رکھ لی۔ ایک سنت کو زندہ کر دیا مبارک ہو۔ سر پر زلفیں سنت کے مطابق رکھ لیں۔ مبارک ہو۔ اگر زلفیں نہیں رکھیں تو یاد رہے کہ لمبی داڑھی رکھنا اور سر کے بال منڈوانا موسیٰ علیہ السلام کی سنت اور یہودی قوم کا طریقہ ہے۔ اس طریقہ کو ترک کرنا بھی سنت ہے۔ لیکن افسوس نہ تو ہمارا کھانا سنت کے مطابق ہے، نہ ہمارے کھانے والے برتن سنت کے مطابق۔ نہ ہمارا لباس سنت کے مطابق ہے نہ ہماری سواری والی کار سنت کے مطابق ہے نہ ہماری رہائش والا مکان سنت کے مطابق نہ بجلی کا قمقمہ نہ پنکھا سنت کے مطابق ہے نہ ہمارا لاؤڈ سپیکر سنت کے مطابق ہے اور نہ ہمارے ہاتھ میں باندھی ہوئی گھڑی سنت کے مطابق ہے۔ پھر ہم کونسی سنت کو زندہ کرنے کے دعویدار ہیں؟

چوتھا حق: گناہوں کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ پکڑنا ہے۔ آجکل بعض لوگ جب اللہ تعالیٰ

کی بارگاہ میں کوئی دعا مانگتے ہیں یا اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست کرتے ہیں تو رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا وسیلہ اختیار نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے محبوب بندوں کا واسطہ دیتے ہیں۔ اپنی بخشش کے وسیلے کو چھوڑ کر ہم صرف اسی بات پر اکتفا کرتے ہیں۔ "یا اللہ محمد مصطفےٰ کے لئے اپنے بندے پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما" یاد رہے کہ اہلِ ایمان کے لئے دعائے مغفرت کا یہ طریقہ صریحاً قرآن مجید کے احکام کے خلاف ہے۔ منافقین کو تو اپنے گناہوں کی معافی کے لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ اہلِ ایمان کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور وہ اس کے لئے معافی چاہتے ہوں تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔ پھر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکی مغفرت چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ انکو معاف فرما دے گا وہ غفور الرحیم ہے (النساء ۵-۶۴) قولہٗ تعالےٰ: یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْآ اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ۔ اے ایمان والو! اللہ تعالےٰ کی طرف کوئی وسیلہ ڈھونڈو۔[1]

پس جاننا چاہیے کہ:......

- کلمہ طیبہ کفر سے نکالنے اور اسلام داخل کرنے کا وسیلہ ہے۔
- نماز فواحشات اور منکرات سے بچانے کا وسیلہ ہے۔
- روزہ سیرت و کردار کی تشکیل میں تقوےٰ پیدا کرنے کا وسیلہ ہے۔
- زکوٰۃ مال کی پاکیزگی کا وسیلہ ہے۔
- حج پختگی ایمان اور دیدارِ الٰہی کا وسیلہ ہے۔
- اولیاء کرام کی صحبت طاعت و بندگی کا وسیلہ ہے۔
- حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اللہ رب العزت تک رسائی کا وسیلہ ہے۔
- قرآن مجید متقی لوگوں کے لئے ہدایت کا وسیلہ ہے۔
- نیک اعمال برائیوں کو مٹانے کا وسیلہ ہیں۔

[1] مائدہ ۳۵

سورۃ الحدید آیت ۲۱ میں فرمایا۔ اے اہلِ ایمان اللہ تعالےٰ کی مغفرت کی طرف دوڑو جس کی وسعت زمین و آسمان سے بڑھ کر ہے۔

پانچواں حق: رسُولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے معاملات میں حَکم ماننا:

قولہٗ تعالےٰ: اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ مخلوقات کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے حکم بھی اسی ذات کا نافذ ہوگا۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم احکام کو نافذ نہیں کرتے وہی لوگ ظالم ہیں۔ مشہور ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی اور ایک اہلِ اسلام اپنے ایک جھگڑا کا فیصلہ کروانے کے لئے حضور پاکؐ کی خدمت میں پہنچے۔ آپؐ نے فریقین کی بات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ جب وہ واپس پلٹے تو راہ میں عمر فاروقؓ کا گھر تھا۔ منافق نے یہودی کو کہا کہ آؤ حضرت عمرؓ سے بھی اس کے متعلق فیصلہ لے لیں۔ عمر فاروقؓ کی خدمت میں حالات و واقعات بیان کئے گئے اور یہودی نے یہ بھی کہہ دیا کہ تھوڑی دیر پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا ہے۔ عمر فاروقؓ گھر میں چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد تلوار لے کر واپس آئے اور اس منافق کا سر تلوار سے قلم کر دیا۔ کیا ہم اپنی ذات یا اپنے ملک میں خدا تعالیٰ کا قانون حضور پاکؐ کا حکم مان کر نافذ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہم کون ہیں؟ مسلمان یا منافق؟

چھٹا حق: ادبِ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے متعلق کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

اسلام معاشرہ میں آداب پیدا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن افسوس توحید کا نام لے کر ہم نے ادب آداب کو بھی شرک کا درجہ دے دیا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ" مجھے میرے رب نے ادب کی تعلیم دی ہے علی المرتضیٰ جو خود باب علم

ہیں فرماتے ہیں جس نے مجھے علم کا ایک حرف سکھایا وہ میرا مولا یعنی آقا ہے۔ قرآن مجید میں والدین کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان کے آگے اُف تک نہ کہو۔ بلکہ ادب سے اپنے کندے جھکا دو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق اہل ایمان کو ارشاد ہوا کہ تمہاری آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند ہونے نہ پائے۔ اگر ایسا ہوا تو تمہارے سب اعمال (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر نیکیاں) برباد ہو جائیں گی اور تم کو اس کا علم بھی نہ ہوگا۔ ادب کا تقاضا یہی ہے کہ جس اُستاد نے تمہیں زیور تعلیم سے آراستہ کیا ہے اُس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ جب وہ جانے لگے تو اس کی جوتیاں سیدھی کر دو، جس کاریگر نے تمہیں دستکار بنایا۔ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ۔ دستکار اللہ کا حبیب ہے کا مصداق بنایا ہے۔ اُس اُستاد کے ہاتھ چوم لیں۔ جس ماں نے تم کو پال پوس کر جوان کیا ہے اُس کے پاؤں میں جنت ہے اُس کی خدمت کر کے جنت حاصل کر لیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود و سلام کا تحفہ پیش کریں۔ آپ کے اسم پاک کو تصور سے چوم لیں۔ ادب سے سر کو جھکا دیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز و انکساری تضرع اور زاری سے سجدہ ریزی کریں تاکہ تمہارے کردار میں ادب پیدا ہو جائے۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی ھُو

حقوق العباد

ہم میں سے ہر شخص اپنے حقوق کا مطالبہ تو کرتا ہے۔ لیکن دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی فکر نہیں کرتا۔ اگر ہم قرآن مجید کی تعلیمات اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق دوسروں کے حقوق ادا کرنے لگیں تو معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔ اس مختصر رسالہ میں حقوق و فرائض کو مفصل بیان کرنا تو ممکن نہیں ہے۔ البتہ قاری کو حقوق کا تصور دینے کے لئے ایک فہرست دی جا رہی ہے۔

(۱) والدین کے حقوق (۲) اولاد کے حقوق (۳) میاں بیوی کے حقوق (۴) قرابتداروں کے حقوق (۵) ہمسایوں کے حقوق (۶) یتامیٰ کے حقوق (۷) بیوہ کے ساتھ حسن سلوک (۸) حاجت مندوں کے حقوق (۹) بیمار کے حقوق (۱۰) غلاموں زیر دستوں کے حقوق (۱۱) مہمان کے حقوق (۱۲) مسلمانوں کے باہمی حقوق (۱۳) بنی نوع انسان کے حقوق۔ (۱۴) جانوروں اور دوسری مخلوق کے حقوق۔ آیئے اپنے ایک ایک حق کو دیکھیں اور اُسے پورا کریں۔ اگر ہم نے اپنے حقوق کو پورا نہ کیا تو معاذ اللہ ہم ان لوگوں میں داخل ہو جائیں گے جنہوں نے قرآن مجید کو چھوڑ رکھا ہے۔

(جَلَّ جَلَالُہٗ)

اَللّٰہُ

مُحَمَّدٌ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

مُنافق کون

اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں۔ وہ اللہ پر اُن لوگوں سے جو اہلِ ایمان ہیں چالبازی کرتے ہیں۔ وہ نہیں چالبازی کرتے کسی کے ساتھ بجز اپنی ذات کے اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔ انکے دلوں میں بڑی بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کے مرض کو اور بھی بڑھا دیا۔ چونکہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے (پس) ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں۔ یاد رکھو یہی لوگ مفسد ہیں لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا ایمان لائے اور لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں گے جیسا ایمان لائے ہیں یہ بیوقوف؟ یاد رکھو یہی ہیں بیوقوف لیکن وہ اس کا علم نہیں رکھتے اور جب منافقین ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آتے ہیں اور جب خلوت میں اپنے شیطان (سرداروں سے) ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بے شک تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف ٹھٹھا کیا کرتے ہیں (حالانکہ) اللہ ہی انکے ساتھ ٹھٹھا کر رہے ہیں۔ اور ڈھیل دیتے چلے جاتے ہیں انکو کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران و سرگرداں ہو رہے ہیں (کہ کدھر جائیں) یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے ہدایت کی بجائے گمراہی اختیار کر لی۔ پس ان کی یہ تجارت ان کے لئے سودمند نہ ہوئی اور نہ یہ ٹھیک راہ پر چلے۔

(سورۃ بقرہ۔ آیات ۹ تا ۱۶)

جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں بے شک آپ رسول اللہ ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی (جھوٹی) قسموں کو اپنے لئے ڈھال بنا رکھا ہے پھر یہ لوگ (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ بے شک ان کے یہ اعمال

بہت ہی برے ہیں۔ ایسا اس لئے ہے کہ یہ لوگ ایمان لائے اور پھر کافر ہو گئے۔ پس انکے دلوں پر مہر کر دی گئی تو سو (حق و باطل) کو سمجھتے نہیں اور جب آپ انکو دیکھیں تو ان کے قد و قامت (ظاہری شان و شوکت) آپکو خوشنما معلوم ہو۔ اگر یہ باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی (بناوٹی) باتیں سن بھی لیں۔ گویا یہ (منافق) لکڑیاں ہیں (دیوار) کے سہارے کھڑی وہ خیال کرتے ہیں کہ ہر مصیبت انہی پر پڑنے والی ہے۔ آپ ان سے ہوشیار رہیئے۔ یہی لوگ آپ کے دشمن ہیں۔ اللہ ان کو غارت کرے یہ کہاں پھرے جاتے ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آؤ (تاکہ) رسول اللہ تمہارے لئے استغفار کریں۔ (تمہارے لئے گناہوں کی معافی طلب کریں) تو وہ منہ پھیر لیتے ہیں اور آپ انکو دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے بے رخی کرتے ہیں۔ ان کے لئے آپ استغفار کریں یا نہ کریں (انکے کفر کی وجہ سے) یہ دونوں باتیں ان کے لئے برابر ہیں۔ اللہ انکو ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ ایسے نافرمان (فاسق) لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے ساتھیوں پر کچھ خرچ مت کرو۔ وہ خود ہی منتشر ہو جائیں گے۔ (حالانکہ) اللہ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں کے اور زمینوں کے لیکن منافقین اس کی سمجھ نہیں رکھتے یہ کہتے ہیں کہ ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا۔ حالانکہ سب عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے۔ لیکن منافقین کو اس کا علم نہیں۔

(سورۃ المنافقون آیات ۱ تا ۸)

اُسوۂ حَسَنَة

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[1] بے شک ہم نے رسول اللہ کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ رکھ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ کی ذات ہر مومن مسلمان کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

[1] سورۃ الاحزاب ۲۱-۲۱

آپ ایک کماں نڈر، ایک جج، ایک مصلح، ایک رلیفارمر، ایک مبلغ، ایک معلم، ایک تاجر، ایک باپ، ایک بھائی، ایک عابد، ایک زاہد، قائم الدہر قائم اللیل سب کے لئے بہترین نمونہ ہیں

قولہٗ تعالیٰ: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ[1] بے شک ہم نے آپ کو خلق عظیم پر پیدا کیا ہے۔ قرآن مجید نے تشکیل کردار پر بہت زور دیا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے عملی نمونہ سے ہمیں اخلاق حسنہ کی تعلیم دی ہے۔ اسلام اخلاقیات کے فلسفیانہ مباحث میں الجھنے کی بجائے اخلاق کی عملی پر زور دیتا ہے۔ قرآن مجید اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فضائل اخلاق پر عمل کرنے اور رذائل اخلاق کی حدود مقرر کر کے ان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید نے پسندیدہ اخلاق کو امر بالمعروف اور ناپسندیدہ باتوں کو نہی عن المنکر کا نام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہمیں صدق و صفا۔ سخاوت۔ عفت و پاکبازی دیانتداری امانت۔ شرم و حیا۔ رحم و شفقت۔ عدل و انصاف۔ وعدہ کی پابندی احسان بھلائی۔ عفو درگذر حلم و بردباری۔ رفق و لطف۔ تواضع خاکساری خوش کلامی ایثار۔ اعتدال اور میانہ روی۔ خودداری۔ عزت نفس۔ شجاعت اور بہادری۔ استقامت۔ حق گوئی۔ استغناء پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

اِسلام دینِ کامل

قولہٗ تعالیٰ۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ[2]

آج کے دن ہم نے آپ کے لئے آپ کا دین مکمل کر دیا۔ یہ آیت ۱۰ ذوالحج ۱۳ھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی گئی۔

اس آیت کا مقصود یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے دین کا نچوڑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیا گیا۔

[1] سورۃ القلم ۲۹۔۳ سورۃ المائدہ ۶۔۳

- حضرت آدم علیہ السلام کا استغفار۔
- حضرت نوح علیہ السلام کا نوحہ اور تبلیغ۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید اور قربانی۔
- حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اطاعت اور فرماں برداری۔
- حضرت علیہ السلام کا ذوق و شوق۔
- حضرت داؤد علیہ السلام کی مناجات۔
- حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی حکومت اور شان و شکوہ
- حضرت لوط علیہ السلام جیسا جنسی برائیوں کے خلاف جہاد
- حضرت شعیب علیہ السلام جیسا ناپ تول کا صحیح نظام
- حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا جہاد
- حضرت ایوب علیہ السلام جیسا مصائب پر صبر
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا محبت کا درس اور قُم بِاِذْنِ اللّٰہ کی قوت

غرضیکہ جملہ پیغمبروں کے دین کا نچوڑ اسلام دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے اسی لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام موجود ہوتے تو میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بہترین نمونہ

وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ[1] ہم نے آپ پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ[2] ہم نے تمہارے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ رکھ دیا ہے

[1] سورۃ المائدہ ۶۔۳ [2] سورۃ احزاب ۲۱۔۲۱

معلّمِ اخلاق قولہٗ تعالیٰ: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ[1] بے شک آپ خلقِ عظیم پر ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری بعثت کا ایک مقصد مکارمِ اخلاق کی تعلیم ہے

اسلامی اخلاق وہ پسندیدہ اعمال ہیں جنکا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حکم دیا ہے۔ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ ضرورت ان کی صراحت فرمائی ہے۔ اچھے اخلاق بظاہر انفرادی اعمال نظر آتے ہیں لیکن اجتماعی معاشرتی زندگی میں انکے اثرات اتنے پُر تاثیر ہوتے ہیں کہ دُنیاوی زندگی جنت نظیر بن جاتی ہے۔

صدق یعنی سچائی جس شخص کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو اُسے صدیق کہتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ: قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا۔ ہمیشہ سچی اور کھری بات کرو۔ قولہٗ تعالیٰ:- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ[2] اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھی بن جاؤ۔

سخاوت عام طور پر کسی ضرورت مند کی ضرورت پورا کرنے کے لئے اس کی مالی امداد کو سخاوت کہے جاتا ہے۔ لیکن دراصل کسی شخص کو جو بھی خوبی اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے۔ اُس سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا سخاوت کہلاتا ہے۔ مثلاً تعلیم سے دنیا، طاقت سے زیردستوں کی مدد کرنا وغیرہ۔

قولہٗ تعالیٰ۔ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ[3]۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو خوشحالی اور تنگ دستی دونوں حالتوں میں (اللہ) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں "مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ"[4] آپ کہہ دیجئے "قُلِ الۡعَفۡوَ" جو بھی ضرورت سے زیادہ ہے۔ وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں۔ اور یہ خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دینے کے مترادف ہے جس کا عوض اللہ تعالیٰ کی بارگاہ یعنی دنیا میں

[1] القلم ۲۹-۴ [2] التوبہ ۱۱-۱۱۹ [3] آل عمران ۴-۱۳۴
[4] البقرہ ۲-۲۱۹

گناہوں کی معافی، مال میں اضافہ اور آخرت میں جنت اور اس کی نعمتوں کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک دانہ زمین میں بونے سے سات سو دانے لے کر اُگ آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے بڑھا بھی دیتے ہیں۔

عفت و پاکبازی اس سے مراد اپنی اور دوسروں کی عزت کی حفاظت خیالات اور اعمال کی پاکیزگی اختیار کرنا ہے۔ بدکاری کا الٹ عفت و پاکبازی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو خواہ وہ مرد ہیں یا عورتیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے یعنی کہ نکاح کو بھی بقائے نسل انسانی کا ذریعہ اور جائز ضروریات پوری کرنے کا وسیلہ بتایا ہے۔ محض حیوانی خواہشات اور شہوانی مستی نکالنے کیلئے نکاح کرنے سے بھی روک دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ وجود کے تمام اعضاء کی پاکیزگی اختیار کرنے کو احصان کہا گیا ہے۔ کسی نامحرم پر نظرِ بد نہ ڈالی جائے۔

عورتیں تیز خوشبو لگا کر اور مہین کپڑے پہن کر باہر نہ نکلیں۔ بالغ عورت اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا تمام جسم ڈھانپ لیا کرے۔ عورت اور مرد آپس میں زیادہ میل جول نہ رکھیں۔ کوئی مرد خاوند کی غیر حاضری میں کسی عورت کے پاس نہ بیٹھے کہیں شیطان ان دونوں میں سے کسی کو بہکا نہ دے۔ مرد اور عورتیں اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ اور خواہشات سے پرہیز کریں۔

دیانت داری اور امانت - آپس کے لین دین میں اپنے حقوق کے ساتھ دوسروں کے حقوق کی نگہداشت اور جو امانت کسی پر اعتماد کر کے اس کے حوالے کی جائے اُسے اصل مالک کو جوں کا توں واپس کر دینا دیانت داری کہلاتا ہے۔ قرآن مجید میں مومنین کی ایک خوبی یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی امانتوں اور وعدہ کا پاس رکھتے ہیں (سورہ مومنون) اور بے شبہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو تو جو امین بنایا گیا اس کو چاہیئے کہ اپنی امانت ادا کرے۔ اور چاہیئے کہ اللہ اپنے پروردگار

پسے ڈرے۔ (سورۃ بقرہ) اور اپنی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت نہ کرو (سورۃ انفال) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی سے مشورہ طلب کرے وہ اس کے ذمہ امانت ہے۔ کسی کے راز کو افشا نہ کرنا بھی امانتداری ہے۔

شرم و حیا: شرم و حیا دو الگ الگ صفات ہیں لیکن عام طور پر انہیں ایک ہی خیال کیا جاتا ہے۔ صالح اور پاکیزہ طبیعت کے لوگ جب کوئی ناشائستہ کلام سنتے یا برا کام دیکھتے ہیں تو ان کے دل کے اندر نفرت اور پرہیز کی ایک تحریک پیدا ہوتی ہے جسے شرم کہتے ہیں۔ حضرت نجیب سلطان جو حافظ قرآن سلطان جگر گوشہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز فرزند ہیں بچپن میں ٹیوب ویل کے حوض میں کپڑوں سمیت نہا رہے تھے گرمیوں کا موسم تھا حوض کے باہر بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے کچھ ننگے کچھ لنگوٹ پہنے ہوئے نہا رہے تھے۔ فقیر بھی حوض کے باہر ایک طرف کھڑا ہو کر صاحبزادہ صاحب کو نہاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ آپ نے لڑکوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا چوہدری صاحب یہ لڑکے کتنے بے شرم ہیں کہ ننگے نہا رہے ہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچپن میں دوسرے لوگوں کے ساتھ کعبہ کی تعمیر کے لئے پتھر اٹھا کر لا رہے تھے آپ کے کندھوں پر کوئی کپڑا نہ تھا اس لئے آپ کو تکلیف ہو رہی تھی۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تہبند اتار کر تہہ کر کے کندھے پر رکھ لیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ آپ کی پاکیزہ طبیعت نے اتنی سی بے شرمی کی بات کو بھی برداشت نہیں کیا۔

حیا شرم کا اعلیٰ درجہ ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیادار تھے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے کی دعوت دیتے تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کھانا کھانے کے بعد وہیں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنا شروع کر دیتے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو تکلیف ہوتی لیکن حیا کی وجہ سے انہیں اٹھ جانے کے لئے نہ کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو ایسی بات سے منع فرما دیا۔ یہ بھی فرمایا کہ "وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ"[1] (سورۃ احزاب) اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے حیا نہیں کرتا۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ حق کی گواہی کے لئے کھڑے ہو جایا کریں۔ اور ایسی بات یا عمل جس سے معاشرہ میں شر پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ اس پر حیا کے نام پر "مجرمانہ خاموشی" اختیار نہ کیا کریں۔ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک لونڈی مانگنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہا مجسم حیا بن کر کھڑی رہیں اور حیا کی وجہ سے سوال نہ کر سکیں۔

بعض لوگوں میں تو حیا کا مادہ جبلی طور پر ہوتا ہے لیکن شرعی حدود کے اندر تربیت سے بھی یہ وصف حاصل کیا جا سکتا ہے۔ فواحشات بے حیائی کے کاموں اور منکرات سے پرہیز اختیار کیا جائے۔

رحم: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم "رَءُوْفٌ الرَّحِيْمُ"[2] اور صحابہ کرام کے لئے "رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ"[3] کی صفات بیان کی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ مہربان رحم والا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم شفیق اور رحم کرنے والے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں رحمدل ہیں۔ جملہ بنی آدم پر شفقت و رحم کرنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ مومنین پر شفقت و رحم حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور آپس میں رحم کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔ ہمیں بچوں، بڑوں، بوڑھوں، زیردستوں بلکہ حیوانات تک پر رحم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک عالم طرہ دستار باندھے ایک نحیف و نزار زخمی گدھے کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ کوؤں نے اس کے زخموں پر ٹھونگے مار مار کر اسے لہولہان کر دیا ہے لیکن اس کے پاس ان کو دفع کرنے کا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ دم بھی کٹی ہوئی ہے۔ عالم کے دل میں مخلوق خدا کو اس کس مپرسی حالت میں دیکھ کر رحم کا جذبہ موجیں مارنے لگا۔ اس نے اپنی پگڑی پھاڑ ڈالی اور اس کی پٹیاں بنا کر اس گدھے

[1]، [2] احزاب ۲۲-۵۳ [3] الفتح ۲۶-۲۹ [4] توبہ ۱۰

کے تمام زخم ڈھانپ دیئے۔ رات کو خواب میں بارگاہِ الٰہی سے خطاب ہوا تمہاری یہ بے لوث رحم دلی بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی۔ اور تمہاری سات پشتوں میں جاری کر دی گئی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

عدل وانصاف:۔ ترازو میں تول کر جس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہو حق بات کہنا عدل وانصاف کہلاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ [1] بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

قرآن مجید میں عدل کو میزان اور بھی کہا گیا ہے۔

قرآن مجید میں عدل کا دائرہ معاشرتی زندگی کے ہر عمل کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔

ایک سے زیادہ بیویوں کے خاوندان کے ساتھ عدل کریں۔ تاجر اپنے ماپ تول میں عدل سے کام لیں۔ کے مقابلہ میں حق وانصاف کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

گواہوں کو بھی حق کی گواہی دے کر (عدلیہ) اور عدل میں مدد دینے کا حکم دیا گیا ہے عدل کو تقویٰ کے قریب یعنی تقویٰ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ بیان کیا گیا ہے۔

"اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ" کی شرح میں سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں کہ یہ ولی اللہ میں جو صاحب امر ہیں۔ یا وہ مسلمان بادشاہ ہے جو دن کو عوام میں عدل وانصاف کرتا ہے۔ اور رات کو بارگاہ کبریا میں خشوع وخضوع رکوع وسجود سے اپنے نفس کے ساتھ عدل کرتا ہے۔

عہد کی پابندی: عہد سے مراد معاہدہ یا AGREEMENT ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔

صلح وجنگ میں بھی ایک قسم کا خاموش یا تحریری معاہدہ ہوتا ہے۔

نکاح بھی ایک سوشل معاہدہ ہے۔

تجارتی لین دین بھی ایک معاہدہ ہے۔

[1] النحل ۱۴-۹۰

منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کی بیع اور فروخت بھی ایک معاہدہ کے تحت ہوتی ہے۔

قرض کا لین دین بھی ایک معاہدہ ہے۔

آپ کسی کو ملاقات کا وقت دیتے ہیں تو وہ بھی ایک معاہدہ ہے۔

غرضیکہ مسلمان کے لئے ہر دینی اور دنیاوی ذمہ داری ایک معاہدہ کا درجہ رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے عہد کی پابندی کرتے ہیں اور کبھی اس کے خلاف نہیں کرتے۔ قولہ تعالیٰ۔ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمیشہ اور ہر حال میں اپنا وعدہ پورا کرتے اور صحابہؓ کو ایفائے عہد کی تلقین فرماتے۔

قرآن مجید میں مومنین کی ایک یہ شان بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اپنے اقرار کو (بہانہ بناکر) نہیں توڑتے۔

اللہ رب العالمین نے روز الست جملہ ارواح سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا۔ "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کیا میں تمہارا رب نہیں۔ ارواح نے جواب دیا "قَالُوْا بَلٰی" ہاں تو ہمارا رب ہے پس اس عہد کے بعد ہم پر لازم ہو گیا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا سب کچھ تسلیم کرکے اس کے احکام کی پابندی کریں۔ اور اس کی خوشنودی کے لئے کوشاں ہو جائیں تاکہ وہ ہمارے لئے اپنی رحمت اور جنتوں کے دروازے کھول دے۔ قولہ تعالیٰ۔ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ [2] تم میرا عہد نبھاؤ۔ میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔

دوسرا عہد اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء سے لیا جسے میثاق النبیین کہتے ہیں۔ فرمایا دنیا میں میرا محبوب رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والا ہے۔ اس کے نام کی منادی کر دیں۔ (کہ مختلف امتوں کے لوگ) جب اس رسول کا زمانہ پائیں تو اس کی اتباع اور مدد کریں۔

تیسرا عہد اللہ تعالیٰ نے آدم اور بنی آدم سے لیا۔ کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

[2] البقرہ ۱-۴۰

چوتھا عہد پیغمبرانِ عظام نے اپنی اپنی امت سے لیا کہ الٰہ تو بس ایک ہے۔ اسی کی عبادت کریں۔ وہی ہر قسم کی تعریف اور بندگی کے لائق ہے۔ اسی عہد کی وجہ سے بائبل کو جو مختلف صحائف کا مجموعہ ہے عہد نامہ عتیق بھی کہتے ہیں یعنی قدیم عہد نامہ جس میں پیغمبرؑ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی شان بھی بیان کی گئی ہے۔

پانچواں عہد اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی نازل کر کے بنی اسرائیل سے لیا اس عہد نامہ کو TEN COMMANDMENTS OF MUSA کہتے ہیں یہ دس احکامِ خداوندی ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں پر فرض کئے گئے تھے۔

چھٹا عہد امتِ محمدیہ سے لیا۔ اطاعت کرو اللہ کی اللہ کے رسول کی اور اطاعت کرو (اہل اللہ) صاحبِ امر کی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اپنے عہد پورے کرنے کی ہدایت کی ہے۔

ایفائے عہد مومنین کی ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ حکایت ہے کہ ایک امیر کو میدان جنگ میں شکست ہو گئی اور اسے جنگی قیدی بنا کر سزا کے لئے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اگر تمہاری کوئی آخری خواہش ہو تو بیان کرو تاکہ تمہیں قتل کرنے سے پہلے پوری کر دی جائے اس نے کہا بادشاہ سلامت میرے پاس لوگوں کی چند امانتیں ہیں میں چاہتا ہوں کہ مجھے ایک دن کی مہلت دے کر رہا کر دیا جائے تاکہ میں لوگوں کی امانتیں لوٹا کر دوبارہ حاضر ہو جاؤں۔ بادشاہ نے کہا تمہارا کوئی ضامن ہے۔ اس امیر نے کہا شاید لشکر میں کوئی واقف مل جائے۔ بادشاہ کے حکم پر سپاہی اسے ساتھ لے کر لشکر میں گھومنے لگے لیکن کوئی شخص امیر کا واقف نہ ملا۔ بالآخر امیر نے ایک نوجوان شخص کو دیکھا جس کے چہرے پر شرافت و دیانت کے آثار اور اس کی پیشانی پر ایثار و مروت اور رحمدلی کا جذبہ نمایاں تھا۔ امیر نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ یہ شخص میری ضمانت دے گا۔ بادشاہ نے امیر کے بدلے اس نوجوان کو ضمانت میں قیدی بنا کر امیر کو آزاد کر دیا دوسرے روز وہ امیر اپنے وعدہ کے مطابق دربارِ شاہی میں حاضر ہو گیا۔ بادشاہ نے نوجوان

کو آزاد کرنے کا حکم دیا اور اسی سے پوچھا کہ کیا تم امیر کو جانتے تھے۔ جو تم نے اتنی بڑی ضمانت کی حامی بھر لی۔ اس نوجوان نے جواب دیا کہ میں اس امیر کو نہیں جانتا لیکن جب اس نے سارے لشکر میں سے مجھ پر ہی اعتماد کیا تو مجھے حیا آئی کہ میں اس کی ضمانت نہ دوں اور اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاؤں۔ بادشاہ نے امیر کو ایفائے عہد کی بنا پر معاف کر دیا اور نوجوان کو حیا اور ... کی خاطر اپنی جان کی بازی لگا دینے پر اپنے مقرب درباریوں میں شامل کر کے لباسِ فاخرہ سے نوازا۔

قرآن مجید میں اہلِ ایمان کے چار درجات بیان کئے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ۔ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا[1] القرآن

وہ انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین ہیں اور وہ کیسے اچھے ساتھی ہیں۔

ہمارا اس وقت کا موضوع صالحین ہیں۔ جن کو مزید چند درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ اہلِ ایمان

۲۔ مومنین

۳۔ ابرار یعنی نیکوکار

۴۔ مقربین

۵۔ اولیاء عظام

چونکہ رسالہ زیرِ شرح کا نام قرب التوحید ہے اس لئے اختصار کے پیشِ نظر صرف مقربین بارگاہ کا ذکر ہی کیا جا رہا ہے۔ مقرب اس شخص کو کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے بنیادی طور پر تین طریقے ہیں۔

اوّل، **تصورِ اسم اللہ ذات** جس میں تصور نور سے مع اللہ ہو کر قرب کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ وصال کا مقام۔ قولہٗ تعالیٰ، وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ۔ اللہ تعالیٰ سے پیوستہ ہو

[1] النساء ۵-۶۹ [2] الحج ۱۷-۸

جاؤ جیسے مچھلی پانی میں جس طرح پانی کا قطرہ دریا میں، جیسا کہ لوہا آگ میں۔ اسی طرح تصور اسم اللہ ذات سے با خدا ہو جاتے نہ خدا نہ خدا سے جدا، اور ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے

ے ان کا ہی تصور ہے محفل ہو کہ تنہائی

یاد رہے کہ تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور اپنے شیخ کے تصور سے اپنے مرشد کا قرب نصیب ہو جاتا ہے۔

قرب کا دوسرا درجہ سجدہ ریزی ہے۔ قولہ تعالیٰ، وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ[1] سجدہ کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیجئے۔ اور یہ سجدہ ایسا ہونا چاہیے جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا،

ع میرے وہ بھی سجدے ادا ہو کے جو قضا ہو سکتے تھے نماز میں

لیکن اگر دل میں غل و غش وسواس و وہمات موجود ہوں تو بظاہر سجدہ ریزی کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی۔ جیسا کہ سلطان العارفین نے فرمایا،۔

ع بر زبان تسبیح در دل گاؤ خر

قرب

قرب کا تیسرا درجہ اعمال صالح ہے، اعمال کی بھی چند اقسام ہیں۔

۱۔ فرض اعمال

۲۔ سنت اعمال

۳۔ نفل اعمال

۴۔ مستحب اعمال

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تو ہم پر فرض کئے گئے ہیں یہ ہماری ڈیوٹی ہے جس کے اثرات ہماری انفرادی اور اجتماعی معاشرتی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں جس سے ہمیں دینی اور دنیاوی فلاح حاصل ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں صالحین اور عمل صالح کی بڑی تعریف کی گئی ہے۔ عمل صالح فرائض سے آگے

[1] سورۃ العلق ۳۰-۱۹

بڑھ کر وہ اعمال ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول ہیں۔ عمل صالح وہ عمل ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی خاطر سر انجام دیا جائے۔ جس طرح تقویٰ حلال چیزوں میں پرہیزگاری کا نام ہے۔ اسی طرح عمل صالح سے مراد ایسا نیک عمل ہے جو نیک اعمال کا نچوڑ اور خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جائے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح اعمال کو نوافل بھی قرار دیا ہے۔

حدیث قدسی بخاری شریف باب اجازت میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے؛

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان اللہ تبارک وتعالیٰ قال۔ من عادی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب۔ وما تقرب الیّ عبدی بشی احب الیّ مما افترضتہ علیہ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبہ۔ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا ولئن سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیتا ہوں اور کوئی شخص کسی ایسے عمل سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور کسی شخص کو قرب کے مراتب نوافل کی ادائیگی کے بغیر حاصل نہیں ہوتے۔ (ان نوافل کی ادائیگی کی وجہ سے) میں اس شخص سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں (اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں) تو میں اس کی قوت سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سننے لگتا ہے اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھنے لگتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کوئی چیز اٹھاتا ہے اور اس کے پاؤں (کی قوت) بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے پھر اگر وہ کوئی سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کر دیتا ہوں۔ اور اگر وہ استغفار کرتا ہے

تو میں اس کو بخش دیتا ہوں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جو کوئی ان کی پیروی کرے گا کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ آیئے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زندگی سے اعمال صالح کا مطالعہ کریں اور جان لیں کہ بارگاہ کبریا میں مقبول اعمال صالح اور نوافل کون سے ہیں۔

یہ بات تو سب لوگ جانتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ نے اپنے گھر کا سب مال سوئی سلائی تک اللہ و رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربان کر دی تھی۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو اراکین مجالس شوریٰ نے آپ کی گذر اوقات کیلئے بیت المال سے کچھ روزینہ مقرر کر دیا۔ ایک روز جب آپ کھانا کھانے کیلئے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ تو اہل خانہ نے آپ کے سامنے تھوڑا حلوہ کھانے کیلئے رکھا۔ آپ نے پوچھا یہ حلوہ کہاں سے آیا ہے کیا کسی نے ہدیہ بھیجا ہے۔ جواب ملا نہیں۔ پھر پوچھا کیا ادھار لے کر پکایا ہے جواب ملا۔ نہیں بلکہ جو آٹا بیت المال سے ہمیں ملتا ہے۔ اس میں سے مٹھی بھر آٹا بچا کر اسی میں سے کچھ آٹا فروخت کر کے کھجور کی شکر اور زیتون کا تیل خرید کر یہ حلوہ تیار کیا گیا ہے آپ نے اس حلوے کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ فوراً اٹھے اور منتظم بیت المال کے پاس جا پہنچے اور اسے حکم دیا کہ آئندہ ان کے گھر ایک مٹھی آٹا روزانہ کم دیا کرے کیونکہ ان کا گذارہ اسی سے ہو جاتا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا جب وصال ہونے لگا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے نیا کفن نہ پہنایا جائے بلکہ مجھے پرانے کپڑوں میں ہی دفن کر دیا جائے۔ اور میرے کفن کا کپڑا مساکین کو دے دیا جائے کیونکہ وہ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ مجاہدین قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو پامال کر چکے تھے اب مسلمان فوجیں بیت المقدس کا محاصرہ کئے بیٹھی ہیں۔ جب شہر کے لوگ اس محاصرہ سے تنگ آ گئے اور انہیں کسی بیرونی فوجی امداد کی امید بھی نہ رہی تو انہوں نے

مسلمان فوجی کمانڈر کو پیغام بھیجا کہ اگر خلیفہ وقت خود تشریف لے آئیں تو وہ شہر کے دروازے کھول دیں گے جب یہ بات حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچی تو آپ نے مدینہ منورہ میں جملہ انتظام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کیا اور اپنے غلام اور سواری کے لئے ایک اونٹ ہمراہ لے کر عازم سفر ہوئے۔ دوران سفر ایک منزل تو حضرت عمرؓ اونٹ پر سوار ہوتے اور غلام پیدل چلتا اور دوسری منزل پر غلام سوار ہوتا اور حضرت عمرؓ پیدل سفر کرتے۔ جب آپ اس طرح منزل بمنزل سفر کرتے ہوتے بیت المقدس کے قریب پہنچے تو غلام کی باری تھی کہ وہ سوار ہو اور حضرت عمرؓ پیدل چلیں۔ غلام نے بڑی منت سماجت کی کہ حضرت عمرؓ اونٹ پر سوار ہو جائیں اور وہ پیدل چلے۔ لیکن آپ نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ اب حالت یہ تھی غلام تو اونٹ پر سوار تھا اور آپ اونٹ کی نکیل پکڑے پیدل چل رہے تھے مسلمان کمانڈر نے دیکھا کہ آپ نے جو لباس پہنا ہوا ہے اس پر جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے ہیں اس نے نیا لباس زیب تن کرنے کے لئے عرض کی تو آپ نے فرمایا میں ریاکاری پسند نہیں کرتا جو ہوں سو ہوں۔ اسی طرح بیت المقدس چار دیواری کے سامنے جا پہنچے شہر کے بڑے پادری اور کمانڈر نے جب آپ کو اس حال میں دیکھا تو شہر کے دروازے کھول دیئے اور خزانوں کی چابیاں آپ کے حوالے کر دیں اور کہا کہ ہماری قدیم کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ کہ بیت المقدس اس شخص کے ہاتھوں فتح ہوگا جس کا غلام تو اونٹ پر سوار ہوگا اور خلیفہ خود اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے بیت المقدس میں داخل ہوگا شہر فتح ہو گیا کہ لیکن مسلمان فوجی اس شان سے شہر میں داخل ہوئے کہ ان کی آنکھیں زمین کی طرف جھکی ہوئی تھیں اور شہر کا ہر شخص بچہ بوڑھا عورتیں ان کے استقبال کیلئے چشم براہ تھیں۔ حضرت عمرؓ جب ایک جگہ پہنچے تو نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا آپ نے نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا تو کہا گیا کہ آپ اسی جگہ نماز ادا کر لیں۔ آپ نے فرمایا یہ عیسائیوں کا گرجا ہے۔ میں اس جگہ نماز ادا نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا کروں گا تو آنے والے زمانے کے مسلمان اس

جگہ مسجد تعمیر کریں گے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے اسلام کے ابتدائی ایام میں جس طرح مسلمانوں کی مالی امداد کی اور اللہ اور رسول کے حکم پر مسلمانوں کی بہبود کیلئے بے دریغ اپنا مال خرچ کیا حتیٰ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غنی کا خطاب عطا کیا۔ مدینۃ الرسول میں ایک بار غلے کی کمی ہو گئی۔ اسی اثنار میں حضرت عثمان غنیؓ کے سو اونٹ غلہ سے لدے ہوئے مدینہ پاک میں داخل ہوئے بیوپاریوں کو جب پتہ چلا کہ یہ گندم حضرت عثمان غنیؓ کی ملکیت ہے تو وہ آپ کے پاس پہنچے اور غلہ خریدنے کا عندیہ ظاہر کیا اور روپے کے ساتھ ایک روپیہ یعنی سو فیصدی منافع دینے کی پیش کش کی۔ آپ نے فرمایا کیا کوئی شخص ایک روپے کے عوض دس روپے یعنی دس گنا منافع دینے کے لئے تیار ہے جس پر خریداروں نے کہا کہ وہ اتنا مہنگا سودا خرید کر کس بھاؤ فروخت کریں گے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا میں اس غلے کا سودہ اپنے اللہ سے کرتا ہوں جو دنیا میں دس گنا اور آخرت میں بے شمار عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ کہہ کر حکم دیا کہ یہ غلہ مدینۃ الرسول کے مساکین میں تقسیم کر دیا جائے اور اونٹ بھی بیچ کر ان سے وصول ہونے والی رقم مساکین میں بانٹ دی جائے۔

حضرت علی المرتضیٰ کی خدمت میں جب کوئی سائل حاضر ہوتا تو آپ اُدھار لے کر بھی اسکی حاجت کو پورا کر دیتے۔ مشہور ہے کہ آپ نے حاجتمندوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اپنے آپ کو ستر بار راہ خُدا میں فروخت کر دیا۔

حضرت علیؓ شیرِ خدا نے غزوہ خیبر میں جب یہودی سردار مرحب کو میدان جنگ میں اس کے سر پر ضرب حیدری لگا کر ذوالفقار علی سے دو ٹکڑوں میں کاٹ کر پھینک دیا۔ تو وہ ننگا ہو گیا اور اس کا ستر کھل گیا۔ آپ کی حمیت وحیا نے یہ گوارا نہ کیا وہ اسی طرح پڑا رہے آپ نے اپنی چادر اُس پر ڈال کر اُسے ڈھک دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انفرادی مقابلہ میں ایک کافر کو زمین پر گرا لیا اور قریب تھا کہ

اس کا سر قلم کر دیتے اس کافر نے اشتعال دلانے کے لئے آپ کی طرف تھوک دیا تاکہ آپ غصہ میں آکر اس کو قتل کرنے میں جلدی کریں۔ لیکن آپ نے اس کے خواہش کے برعکس اس کافر کو زندہ چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ کافر کے پوچھنے پر کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا میری تمہاری کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔ میں اللہ کا شیر حیدر کرار ہوں اسی کی خاطر لڑتا ہوں۔ ذاتی دشمنی کا بدلہ کسی سے نہیں لیتا۔ تم نے اسی دشمنی کو میری ذاتی دشمنی میں تبدیل کرنے کی کوشش کی اس لئے میں نے تمہیں چھوڑ دیا جس پر وہ کافر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

ابن ملجم نے جب کوفہ کی جامع مسجد میں شیرِ خدا کے سر پر عین نماز کے دوران زہر سے بجھی ہوئی تلوار ماری تو آپ زخمی ہو کر گر پڑے اور بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اسی اثنار میں شقی ابن ملجم کو گرفتار کر لیا گیا۔ جب علی شیرِ خُدا کو ہوش آیا تو آپ کے لئے شربت   کا ایک گلاس لایا گیا۔ آپ نے فرمایا شربت کا یہ گلاس قاتل کو دے دیا جائے کیونکہ اس کو اس کی زیادہ ضرورت ہے۔

آئیے ہم صالحین کی زندگی سے چند اعمال صالح کے موتی چنیں حضرت ذوالنون مصریؒ ایک ایسے میدان میں گھوم رہے تھے جہاں ہر طرف برف ہی برف تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک کافر اس پر دانا بکھیر رہا تھا آپ نے حیران ہو کر اس کافر سے پوچھا کہ وہ ایسا کس لئے کر رہا ہے؟ کافر نے جواب دیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہر طرف برف نے میدان کو ڈھک لیا ہے۔ ایسے میں پرندوں کو خوراک کہاں سے ملے گی میں چاہتا ہوں کہ وہ یہ دانہ چگ کر اپنا پیٹ بھر لیں۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا تم تو کافر ہو تمہاری یہ نیکی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیسے قبول کی جائے گی۔ اُس نے جواب دیا۔ قبول کرنا یا نہ کرنا اس کا کام۔ میں اپنا کام کر رہا ہوں وہ اپنا کام کرے گا۔ اگلے سال ذوالنون مصری حج کے ایام میں طواف کعبہ کر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا وہ شخص دوڑ دوڑ کر طواف کر رہا ہے۔ ذوالنون مصری دوڑ کر اُس شخص سے ملے اور پوچھا تمہاری یہ کیا حالت ہے؟ اس نے جواب دیا ذوالنون تم نے دیکھا میں نے جو بیج اس روز بویا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو کتنی جلدی گل پھل لگا دیئے۔

حضرت بشر حافی ؒ بغداد کے ایک بہت امیر کبیر شخص تھے اور شراب پینے کے عادی تھے ایک روز شراب خانہ سے شراب پی کر مستی کے عالم میں لڑکھڑاتے ہوئے اپنے گھر کی طرف آ رہے تھے کہ راستہ میں اسم اللہ ایک کاغذ کے پرزہ پر لکھا ہوا زمین پر پڑا ہوا دیکھا۔ آپ نے اس کو ادب سے اٹھا کر صاف کیا اُسے بوسہ دیا اور سوچا کہ میں اُسے کہاں رکھوں جہاں اس کا ادب ملحوظِ خاطر رہے۔ ادھر اُدھر دیکھ کر جب کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی تو اسم ذات کو نگل لیا اور گھر جا کر لیٹ رہے۔ بات آئی گئی ہو گئی لیکن علی الصبح دروازے پر دستک کی آواز سن کر جب آپ دروازہ کھول کر باہر نکلے تو آپ نے دیکھا کہ دروازہ پر چیف جسٹس اور وقت کے کامل فقیر حضرت جنید بغدادی کھڑے تھے حضرت بشر حافی ؒ کو خیال آیا کہ وہ شراب پیتے ہیں شاید جج صاحب شرعی حد لگانے اور انکا مواخذہ کرنے کے لئے انکے گھر تک پہنچ گئے ہیں۔ بشر حافی ننگے پاؤں دروازے سے باہر نکل آئے۔ جنید بغدادی آپ سے محبت اور پیار سے ملے اور پوچھا کل تم نے کونسا نیک اور صالح کام کیا ہے جس پر بشر حافی نے رات کو اسم ذات کے ادب کی بات بیان کی جس پر جنید بغدادی ؒ نے فرمایا بشر حافی ؒ تم کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنا دوست بنا لیا ہے اور اپنے اولیاء میں داخل کر لیا ہے جس پر بشر حافی کی حالت میں ایک تغیر ہوا اللہ کی رحمت کا نزول ہوا۔ آپ ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک دریا موجیں مار رہا تھا آنکھوں سے بے خود ہو کر اعلان کر دیا لوگو میں نے اپنا گھر بار اللہ کی راہ میں تصرف کر دیا جس کو جو چاہیے اُٹھا کر لے جائے جس وقت آپ نے یہ اعلان کیا اُس وقت آپ کے پاؤں میں جوتی نہ تھی۔ اس لئے آپ کو شرم آتی تھی کہ دوبارہ جوتی پہنیں اس لئے آپ ہمیشہ ننگے پاؤں بغداد شریف میں گھوما کرتے اور اللہ کی قدرت سے کسی حیوان نے کبھی اندرون بغداد گوبر نہیں کیا۔ کہ کہیں بشر حافی کے پاؤں نجاست سے آلودہ نہ ہو جائیں۔ اور ایسا آپ کی وفات تک ہوتا رہا۔

حاتم اصم ؒ ایک اور ولی اللہ ہوئے ہیں۔ اصم بہرے کو کہتے ہیں۔ آپ قدرتی بہرے

نہ تھے بلکہ حالات کے تحت آپ نے اپنے آپ کو بہرہ بنا لیا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت آپ کی خدمت میں دعا کیلئے حاضر ہوئی وہ گیس کی مریضہ تھی اس طرح بے ساختہ اُس کی ہوا اونچی آواز سے خارج ہو گئی جس سے اُسے شرمندگی کا سامنا تھا جب حاتم کو اس کا احساس ہوا تو آپ بہرے بن گئے۔ اور اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا کہ وہ اونچی آواز سے بات کرے کیونکہ آپ بہرے ہیں اور اونچا سنتے ہیں اس طرح آپ نے اس عورت کو شرمندگی سے بچا لیا۔ اور عمر بھر بہرے بنے رہے۔

امام غزالی ؒ کا جب انتقال ہو گیا تو کسی شخص نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم الدین تصنیف کرنے پر آپ کو بخش دیا۔ آپ ؒ نے جواب دیا کہ نہیں اور مزید فرمایا کہ سخت گرمی کا موسم تھا میں احیاء العلوم الدین لکھ رہا تھا قلم میں سیاہی لگی ہوئی تھی کہ ایک مکھی اس سیاہی پر آ کر بیٹھ گئی میں نے گرمی کی شدت کے پیش نظر خیال کیا کہ وہ پیاسی ہے۔ اس لئے میں نے قلم کو ایک ہی مقام پر تھامے رکھا تاکہ وہ پانی پی کر اپنی پیاس بجھا لے حتیٰ کہ وہ اپنی مرضی سے اڑ کر چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل پسند آیا اور مجھے اپنے فضل سے بخش دیا۔

میرے والد محترم فرزند علی قادری جو بٹالہ شریف ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب کے گیلانی سادات فاضلیہ خاندان کے مرید تھے۔ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ شام کا کھانا عشاء کی نماز کے بعد کافی دیر کر کے کھاتے۔ میرے چھوٹے بھائی لیاقت علی صاحب کی ڈیوٹی تھی کہ وہ گاؤں کی دونوں مساجد میں دیکھ کر آئے کہ وہاں کوئی مسافر تو ٹھہرا ہوا نہیں اگر کوئی مسافر موجود ہوتا تو اکثر اس کو اپنا کھانا بھیج دیتے۔ گھر میں بھی حکم دے رکھا تھا کہ روزانہ کم از کم ایک آدمی کا کھانا زائد رکھا جائے۔ اگر زیادہ مسافر ہوتے تو ان کے کھانے کا انتظام کرتے۔ اگر بستر وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو اس کا بھی اہتمام کرتے میرے پوچھنے پر ایک بار فرمایا جو شخص مسجد میں مسافر ہو کر ٹھہرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان

ہوتا ہے اگر گاؤں میں کوئی ایک شخص بھی اُس کی خدمت کر دے تو اہلِ دیہات کی گردن سے اُس شخص کا حق ساقط ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے لوگوں پر نظرِ رحمت ڈالتے ہیں۔ اور اگر وہ مسافر بھوکا سو جائے اور کوئی ایک شخص بھی اُس کی ضروریات کا خیال نہ کرے تو مجموعی طور پر گاؤں کے سب لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور وہ لوگ مبتلائے مصیبت ہو جاتے ہیں۔

جمعۃ المبارک کے روز ایک عالم نماز جمعہ سے فارغ ہو کر طرّہ و دستار زیب تن کئے ایک بازار سے گذر رہے تھے کہ آپ نے ایک بیمار گدھے کو سڑک کے ایک طرف کھڑا دیکھا وہ زخمی تھا۔ دُم ٹوٹی ہوئی تھی۔ کوّے اُس کے جسم پر ٹوٹے پڑ رہے تھے وہ بے کس و بے یار و مددگار حسرت کی تصویر بنا کھڑا دائیں بائیں منہ مار رہا تھا لیکن بے بس تھا۔ وہ عالم ایک بار اس کے پاس سے آگے نکل گئے لیکن پھر واپس پلٹے اپنی پگڑی سر سے اُتار لی اور اس کی پٹیاں بنا کر اس گدھے کے ایک ایک زخم پر باندھ دیں اور اپنے گھر میں لا کر اس کے آگے چارہ ڈال دیا۔ جب آپ رات کو سوئے تو دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم نے یہ عمل خالص میری رضا کے لئے کیا ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں اور تمہاری اولاد کو اپنے اولیاء میں داخل کر لیا ہے۔

سلطان العارفین عہدِ مغلیہ میں شور کوٹ جھنگ میں ایک جاگیر کے مالک تھے۔ جھنگ کے علاقہ میں غربت بھی بہت تھی۔ آپ کا طریقہ تھا کہ اپنے ہاتھوں سے ہل چلاتے فصل بوتے جب وہ فصل پک جاتی تو علاقہ کے حاجتمند محتاج لوگوں مساکین میں حسبِ ضرورت تقسیم کر دیتے۔

ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب کے کسی گاؤں میں میاں سلکھنا کی رہائش تھی۔ آپ جولاہے کا کام کرتے اور دستی کھڈی (لام) پر لوگوں کا کپڑا مزدوری پہ بناتے محنت شاقہ اور مزدوری سے بچا بچا کر کچھ رقم اکٹھی کر رکھی تھی اور حج پر جانے کے لئے تیار تھے۔ ایک دوپہر اپنا کام کر رہے تھے کہ ہمسایہ کے گھر سے گوشت پکنے کی خوشبو آئی محسوس کی ایک پیالی ہاتھ میں لے کر ہمسایہ کے گھر

سالن لینے کے لئے چلے گئے۔ جب آپ نے اپنے ہمسایہ سے سالن طلب کیا تو وہ رونے لگا اور اس نے جواب دیا کہ گھر میں ہفتہ بھر سے فاقہ ہے۔ بچے روتے روتے تھک ہار کر سو گئے ہیں۔ میں نے حکمِ خداوندی کے پیشِ نظر اپنے بچوں اور اپنی ذات کے لئے مردار جانور کا گوشت پکایا ہے تاکہ زندگی کا دھاگہ ٹوٹ نہ جائے اور بچوں کی بے قراری و گریہ زاری مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ اس لئے یہ گوشت ہمارے لئے حلال ہے اور آپ کے لئے حرام۔ آپ یہ سن کر دم بخود رہ گئے۔ گوشت کی ہنڈیا اٹھا کر مٹی میں دفن کر دی۔ اور چار پانچ روپے اکھو دے دیئے تاکہ وہ اپنے بچوں کے لئے آٹے دال کا انتظام کرے۔ جب رات کافی سے زیادہ بیت گئی تو روپوں کی وہ تھیلی جو آپ نے حج کے اخراجات کے لئے بچا کر رکھی تھی دیوار کے اوپر سے ہمسایہ کے گھر میں پھینک دی جو اس نے اٹھا لی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے غائبانہ امداد سمجھ کر اپنے تصرف میں لے آیا جب حج پر جانے کا وقت آیا تو سلکھنا کو ساتھیوں نے حج پر جانے کے لئے کہا تو آپ نے اِدھر اُدھر کی باتوں سے انہیں ٹال دیا اور حج کا پروگرام مؤخر کر دیا۔ جب لوگ حج سے واپس آئے تو بہت سے حاجی میاں سلکھنا کو ملنے کے لئے آئے۔ انہوں نے بتایا کہ حج کی رات انہوں نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے ایک دوسرے سے سوال جواب کر رہے ہیں۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے پوچھا کہ اس سال اللہ تعالیٰ نے حاجیوں کا حج کس عمل صالح اور کس نیک بندے کے وسیلہ سے قبول کیا ہے؟ تو دوسرے فرشتے نے جواب دیا کہ میاں سلکھنے شاہ جو فلاں گاؤں فلاں علاقے کے رہنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکے اس عمل کی وجہ سے حاجیوں کا حج قبول کیا ہے

حضرت حبیب سلطانؒ جو سلطان العارفینؒ کی اولاد و آپ کے سجادہ نشین تھے آپ نے ایک دفعہ دھنی نسل کے دو بیل بڑی بھاری قیمت پر خرید کروائے۔ بیلوں کی وہ جوڑی اتنی خوبصورت ہم رنگ اور ڈیل ڈول جسم کی مالک تھی کہ جو کوئی انکو دیکھتا بے ساختہ سبحان اللہ پکار اٹھتا۔ اسی اثنا میں محرم الحرام کے دن آ گئے۔ یوم عاشورہ دسویں محرم الحرام کا دن تھا کہ کسی مرید نے آپ کے سامنے ان بیلوں کی جوڑی کی بہت زیادہ تعریف کی۔ آپ آرام فرما رہے تھے کہ اچانک

اٹھ کر بیٹھ گئے اور اس آدمی سے پوچھنے لگے کہ کیا وہ بیل بہت ہی خوبصورت ہیں۔ ایسا آپ نے اس شخص سے تین چار بار پوچھا جب اس شخص نے ایک ہی جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ آج سید الشہداء کی شہادت کا دن ہے میں چاہتا ہوں کہ بہت خوبصورت بیل آپ کے ایصالِ ثواب کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذبح کر دیئے جائیں۔ کیونکہ آپ ہی اس کے اہل ہیں کہ آج کے روز ایک اعلیٰ ترین شے آپ پر قربان کی جائے۔

ایسے ہی اعمال ہیں جو اعمالِ صالح کا درجہ رکھتے ہیں۔ یا اللہ العالمین اپنے فضل و کرم اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہمیں بھی صالحین کے گروہ میں داخل کر کے اپنا قرب عطا فرما دے۔ آمین

یاد رہے کہ مقربین کی موت بھی ایک قابلِ رشک موت ہے۔ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۙ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ڏ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۙ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ [1]

والصلوٰت والسلام علی رسولہ الکریم۔ واخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین

فقیر الطاف حسین قادری سروری سلطانی

الملقب: آخری عہد کا خلیفہ سلطانی عزیز کالونی شاہدرہ لاہور

[1] سورۃ الواقعہ ۸۸-۹۱